قیام

پنجاب پراونشل مسلم لیگ

۱۹۰۷ء

از

محمد انور امین

[redacted]

[redacted]

نعمت پبلیکیشنز ـــــ لاہور

ذخیرہ کتب:

محمد احمد ترازی

انتساب

میں ان چند اوراق کو انتہائی خلوص و عقیدت
کے ساتھ اپنی عظیم اور محبوب چشمۂ فیض

جامعہ کراچی

کے نام منسوب کرتا ہوں جس کی
شفقت بھری گود میں میں نے اپنی تعلیمی
زندگی کے سات اہم سال گزارے اور جس
کے ذرے ذرے سے مجھے پیار ہے۔

بار اول ———— مارچ [illegible]

ناشر ———— نصرت پبلیکیشنز

طابع ———— اشرف پریس لاہور

کتابت ———— محمد طاہر

سرورق ———— سیف اللہ

"زندگی کی حقیقت آزادی کے بغیر ایسی ہے جیسے جسم
جس میں روح نہ ہو اور آزادی بغیر فکر کے ایسی ہے جیسے روح جو
بھٹکی ہوئی ہو ——————
زندگی، آزادی اور فکر —— ایک تنہا ازلی ذات کے تین مظہر ہیں"

خلیل جبران خلیل

پیش لفظ

میں نے محمد انور امین صاحب کی تالیف پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ میرے خیال میں امین صاحب نے ایک نہایت اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں پنجاب کے مردم خیز خطے نے ہر قسم کی تحریکوں میں حصہ نہایت کامیابی اور خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ مجھے امین صاحب کے ساتھ پورا اتفاق ہے کہ اگر اس وقت اس تاریخی مواد کو اکٹھا نہ کیا گیا تو پھر بعد میں اس کے نقوش آہستہ آہستہ مٹ جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد باقر
پی ایچ ڈی (لندن) ایم۔ اے
پرنسپل
یونیورسٹی اورینٹل کالج
لاہور

۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء



ڈاکٹر محمد انور امین (مؤلف)

عرضِ مؤلف

"تحریکِ پاکستان میں پنجاب کا حصّہ"

میرے پی۔ ایچ۔ ڈی کے موضوع کا حصّہ تھا۔ تحقیق کے دوران میں مجھے تحریکِ پاکستان اور سیاستِ ہند پر جس قدر مواد کا مطالعہ کرنے اور شخصیات سے ملنے کا اتفاق ہوا اس نے میرے ذہن پر کچھ ایسا اثر ڈالا کہ جس موضوع کا انتخاب میں نے اپنی تعلیمی ڈگری کے حصول کے لئے کیا تھا میرے جنون کا حصّہ بن گیا اور میری دلچسپی اور سنجیدگی اس میں مزید گہری ہوتی گئی۔

یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ پاکستان کا قیام مسلم لیگ کی بلاشرکتِ غیرے جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور اس جدوجہد میں پنجاب کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

لیکن یہ ہماری تاریخ کا ایک زبردست المیہ ہے کہ پنجاب کے کردار کو آج تک سامنے ہی نہیں لایا گیا جس کی وجہ سے تاریخ کے وہ روشن گوشے جنہیں ہماری ملی سیاست سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے اور جو شاندار صورت میں ہمارے سامنے آنا چاہئیں تھے تاریکیوں میں گم ہو کے رہ گئے اور ہمارے ماضی کی ایک دھندلی سی تصویر ہماری آنکھوں



جسٹس میاں محمد شاہ دین ہمایوں بیرسٹر ایٹ لاء

کے سامنے گھومتی رہی۔

پنجاب کے خطۂ مردم خیز نے ایسے ایسے جوہر پیدا کئے جو ہماری قوم کی امید اور اس کی عظمت کا نشان تھے۔ مگر افسوس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ کا مصنف اپنی مصروفیات یا کسی اور وجوہ کی بناء پر ان پر قلم نہ اٹھا سکا۔ اگر ہماری تاریخ کے روشن باب اب تک اصل صورت میں ہمارے سامنے آ چکے ہوتے تو آج تحقیق کی راہ میں قدم رکھنے والے افراد یوں سرگرداں و پریشان نہ پھرتے۔ یہ دقت سیاست کے طلبہ یا سیاست سے دلچسپی رکھنے والے تعلیم یافتہ حضرات سے زیادہ تحقیق کے طلبہ کو پیش آتی ہے جنہیں اول تو سرے سے پرانا اور بنیادی مواد ہی میسر نہیں آتا اور اگر کہیں علم میں ایسی کوئی چیز آتی ہے تو اس تک رسائی بسا اوقات بے حد مشکل ہوتی ہے۔

یہ ادنیٰ سی پیشکش اسی ضرورت و احساس کا نتیجہ ہے۔ زیر نظر یہ چند اوراق راقم الحروف کی تالیف "میاں سر محمد شفیع مرحوم کی سوانح عمری" کا ایک اہم باب ہے جو معمولی تخفیف و اضافہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ "میاں سر محمد شفیع مرحوم" جو میری دیرینہ خواہش اور محنت کا ادنیٰ نتیجہ ہے پنجاب کے سیاسی ماضی کو منظر عام پر لانے کے لئے انشاء اللہ ایک سیاسی و تاریخی دستاویز کا کام دے سکے گی۔

میاں سر محمد شفیع پنجاب کی ان عظیم شخصیات میں سے ایک تھے جن پر اس خطۂ زرخیز کو ہی نہیں مسلمانان ہند کو بھی فخر ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے بھی

بدقسمتی ہی کہنا چاہیے کہ ان کی اصل شخصیت کی بجائے ہمارے سامنے ایسی تصویر دکھائی جاتی رہی ہے جس سے ان کے متعلق ایک عجیب سا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ ان کے ساتھ ہی نہیں، میں سمجھتا ہوں تاریخ کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔

انسانی عقل و دماغ کبھی کامل نہیں ہو سکتا اور بالخصوص مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔ زیر نظر تالیف ایک معمولی دماغ کی ادنیٰ تحقیقاتی محنت و جستجو ہے جس میں مزید اضافہ و تنقید کی ہر صورت گنجائش ہو سکتی ہے۔ ایسے اہل علم حضرات بفضل خدا اب بھی موجود ہوں گے جنہیں مرحوم (میاں محمد شفیع) کی رفاقت میسر رہی ہو گی۔ ایسے اہل فکر بھی موجود ہوں گے جنہوں نے یہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو گا۔ ایسے جملہ حضرات گرامی کی تنقید و آراء جو میرے لیے مزید تحقیق و اضافۂ علم کا باعث ہوں گی میرے لئے حوصلہ افزائی اور شکریہ کا باعث ہوں گی۔

سلسلۂ تحریر و تحقیق میں راقم الحروف کی دوسری کوشش مولوی محبوب عالم مرحوم ایڈیٹر پیسہ اخبار کی سوانح ہے۔ الحمد للہ کوشش تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اس سلسلہ میں بھی اہل علم و فکر کے زریں مشورے و معلومات کا راقم الحروف ممنون ہو گا۔

میں اپنے شفیق برادران چوہدری صادق علی اور چوہدری امانت علی محترم دوست الطاف محمد شاد اور عزیز بھتیجے رمضان علی چوہدری کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا مخلصانہ تعاون میری اس پیشکش کے لئے

حوصلہ افزائی کا باعث ہوا۔

اپنے عزیز دوستوں رفیق فضل، سرفراز حسین مرزا اور چوہدری عبدالخالق صاحبان کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ میرے ان احباب کی اخلاقی مدد میرے اس سلسلۂ تحریر کا محرک بنی ہے۔

امید ہے یہ مختصر سی پیشکش اہل علم و فکر کے حلقوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد انور امین

لاہور
۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء

پس منظر

بیسویں صدی کے آغاز کے وقت مسلمانانِ برصغیر کی سیاسی حالت اس حد تک بدتر ہو چکی تھی کہ ہر باشعور تعلیم یافتہ اور حساس مسلمان اس کے لئے فکرمند و پریشان نظر آتا تھا۔ اور یہ احساس عام ہوتا جا رہا تھا کہ اگر مسلمانانِ ہند اسی طرح بے حس و حرکت پڑے ظلم کی چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان پستے رہے تو یہ بعید نہیں کہ مسلم انڈیا میں بھی سپین کا ڈرامہ دہرایا جائے۔ چنانچہ دردمند اور حساس مسلم زعماء اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے تھے کہ مسلمانوں کی ایک ایسی تنظیم قائم کی جائے جو اس کے سیاسی حقوق و مفادات کا تحفظ کر سکے اور غیر ملکی اقتدار سے اپنی قوم کے لئے جینے کا حق حاصل کر سکے۔

اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی اگرچہ چند معاشرتی و مذہبی تنظیمیں قائم تھیں لیکن ان سب کا دائرہ کار عملی سیاست سے یکسر مختلف تھا۔ بلکہ مسلمان سب سے زیادہ چوٹ اسی میدان میں کھا رہے تھے۔ اسی لئے ان کی سیاسی شیرازہ بندی کی سخت ضرورت تھی۔ اسی اثناء میں برطانوی حکومت نے ہندوستان میں آئینی اصلاحات نافذ کرنے کیلئے ایک کمیٹی کا اعلان کیا جو ہندوستان میں سیاسی حالات اور ضروریات کا جائزہ لے کر برٹش

گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجا کرتا تھی۔ تو وہ ہمدردانِ ملت نے اس موقع پر مسلمانوں کے مسائل و حقوق کے مطالبات کو حکومت ہند کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا اور نواب محسن الملک کی تحریک پر ہندوستان کے مسلم زعماء کے ایک وفد کا وائسرائے ہند سے ملنے اور اسے ایک یادداشت پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر باہم صلاح مشورہ کرنے اور یادداشت کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ستمبر ۱۹۰۶ء میں لکھنؤ میں مسلم قائدین کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں میاں محمد شفیع اور خواجہ محمد یوسف شاہ نے مسلمانانِ پنجاب کے نمائندگان کی حیثیت سے شرکت کی اور مسلم زعماء کے ساتھ مل کر اس مجوزہ وفد کے لئے ایڈریس تیار کیا۔ یہ ایڈریس یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو سر آغا خاں کی قیادت میں جس ۳۵ رکنی مسلم وفد نے وائسرائے ہند کو شملہ میں پیش کیا اس میں پنجاب سے حصہ لینے والی آٹھ شخصیتوں میں میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء، میاں محمد شاہدین بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)، خواجہ محمد یوسف شاہ (امرتسر)، شیخ غلام صادق (امرتسر)، حکیم محمد اجمل خاں (دہلی) کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔[۲]

بہرحال اس وفد کو جو کامیابی حاصل ہوئی اس کو مسلمانانِ ہند کی سیاسی زندگی میں ایک اہم اور خوش گوار موڑ کی حیثیت حاصل ہوئی۔

اس کے ساتھ ہی اجلاس لکھنؤ (ستمبر ۱۹۰۶ء) میں جبکہ شملہ وفد کے لئے

---

[۱] ماہنامہ نصرت لاہور شمارہ جنوری فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۵؛ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۳ دسمبر ۱۹۰۶ء

[۲] ... پاکستان موومنٹ ہسٹاریکل ڈاکومنٹس (زبان انگریزی) مطبوعہ کراچی صفحہ ۵۳

یادداشت کا مسودہ تیار کیا جارہا تھا۔[۱] اور بعد وائسرائے کو یادداشت پیش کرنے کے بعد شملہ میں وفد مذکورہ کے ارکان نے باہم مشورہ کیا کہ مسلمانوں کی ایک سیاسی تنظیم بھی قائم کی جائے۔

چنانچہ اسی سال (۱۹۰۶ء) ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے انعقاد کے بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو نواب وقار الملک کی زیر صدارت مسلمان لیڈروں کا سیاسی جلسہ منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کی مذکورہ مجوزہ سیاسی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی اور میاں محمد شفیع کی تجویز پر اس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ رکھا گیا۔

مسلم لیگ کے قیام سے ہندوستان کے مسلمانوں کو اب کسی حد تک ایک سیاسی پلیٹ فارم میسر آگیا تھا جہاں سے ان کے حقوق و مفادات کے لئے آواز اٹھائی جاسکتی تھی۔ اور آگے چل کر اس عظیم تحریک نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ملتِ اسلامیہ ہند کو نجات دلانے کے لئے جو عظیم کردار ادا کیا اس کا نتیجہ اس عظیم وطن عزیز کی صورت میں ظہور پذیر ہوا جس کی آزاد فضاؤں میں آج ہم سانس لے رہے ہیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا یقیناً لازمی ہوگا کہ اس تنظیم کے قیام کا محرک بلاشبہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حق تلفی، کانگریس کی فرقہ وارانہ ذہنیت اور مسلمانوں کی جداگانہ قومی حیثیت تھی۔ اسی لئے محسنِ ملت سرسید احمد خاں مرحوم نے بھی کانگریس کی اس بیجا ذہنیت کا اندازہ لگاتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھنے اور اس فرقہ

---

[۱] ماہنامہ نصرت لاہور شمارہ جنوری فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۵؛ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۳ دسمبر ۱۹۰۶ء

[۲] سید حسن ریاض: پاکستان ناگزیر تھا مطبوعہ کراچی یونیورسٹی پریس ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۳

پرست جماعت میں شرکت کرنے سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیا تھا وہ قوم کے اس نظریے کی تصدیق تقسیم بنگال (جو مسلمانوں کے مفاد میں تھی) کی مخالفت میں کانگریس کے شدید ہنگاموں اور پرزور احتجاجات نے خود کر دی اور مسلمانوں نے بجا طور پر محسوس کر لیا کہ۔

"مسلمان ہندوستان میں اپنی دوسری ہمسایہ قوموں سے ایک خمس کے قریب ہیں اور اس لئے یہ ایک صاف مضمون ہے کہ اگر کسی وقت برٹش حکومت ہندوستان میں قائم نہ رہی تو اس وقت وہی قوم ملک پر حکمران ہوگی جو تعداد میں ہم سے چار گنا زیادہ ہے۔ اس وقت ہماری حالت یہ ہوگی کہ ہمارا مال، ہماری آبرو، ہمارا مذہب سب خطرے میں ہوگا۔"[1]

چنانچہ یہی احساس مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی شیرازہ بندی پر منتج ہوا اور مسلم لیگ کے نام سے جو نئی سیاسی تنظیم وجود میں آئی وہ خالصۃً مسلم سیاسی جماعت تھی۔ اس تنظیم کا جو بنیادی منشور تھا وہ حسب ذیل ہے۔[2]

(الف) ہندوستان کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے جذبات کو ترقی دینا اور کسی آئندہ تدبیر کی نسبت حکومت کے ارادوں کے متعلق اگر کوئی بدگمانی پیدا ہو تو اس کو رفع کرنا۔

(ب) مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنا اور انہیں

---

[1] سید حسن ریاض: پاکستان ناگزیر تھا۔ مطبوعہ کراچی یونیورسٹی پریس [illegible] صفحہ [illegible]

[2] (۱) ایضاً (۲) پاکستان [illegible] مطبوعہ کراچی صفحہ [illegible]

[illegible] کراچی ۱۹۴۷ء صفحہ [illegible]

آگے بڑھانا اور ان کی ضروریات اور تمناؤں کی حکومت کے سامنے ادب سے ترجمانی کرنا۔

(ج) دوسری جماعتوں کے خلاف مسلمانوں میں مخالفت کے جذبات کی نشوونما کا اس طریقے سے انسداد کرنا کہ لیگ کے مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو ضرر نہ پہنچے۔

ان اغراض و مقاصد پر نظر ڈالتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلم لیگ انگریز حکومت کی خوشامد یا چاپلوسی کے لئے قائم کی گئی تھی یا مسلمانوں نے انگریز کی غلامی کو برداشت اور گوارہ کر لیا تھا کہ اس تنظیم میں اتنی محتاط اور نرم روش کار فرما تھی؟ اور انقلابی اور خود دارانہ روح کا عنصر نظر نہ آتا تھا۔ ایسا نظریہ قائم کرنے سے پہلے ہمیں ان حالات کا ایمانداری اور عمیق نظر سے جائزہ لینا چاہیئے جو اس وقت مسلمانوں کو درپیش تھے۔ مسلمان اس وقت سیاسی، معاشی، معاشرتی غرض کسی لحاظ سے بھی اس قابل نہ تھے کہ انگریزی حکومت یا فرقہ پرست اور قوت پکڑتی ہوئی ہندو کانگریس سے براہ راست ٹکر لے سکتے ان کے پاس پہلے سے کوئی سیاسی قوت نہ تھی شیرازہ بندی منتشر تھی اور ان کو باہم منظم کرنے کا یہ پہلا عملی قدم تھا جو ڈھاکہ میں اٹھایا گیا تھا اور جس کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ کسی حیلے بہانے مسلمانوں کو منظم کیا جائے ان کی صفوں میں اتحاد قائم کیا جائے انہیں ایک پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جہاں وہ باہم مل کر اپنے مسائل اور اپنے حقوق و مفادات کا جائزہ لے سکیں اور ان کا مطالبہ کر سکیں۔ عام مسلمانوں میں ابھی اتنا

شعور پیدا نہیں ہوا تھا جو انگریز کی شاطرانہ سیاست کو سمجھ کر نپٹ سکے۔
محسن ملت سر سیدؒ کی عظیم تحریک اور مساعی نے مسلمانوں میں بیداری کی جو لہر پیدا کر دی تھی اس نے صف اول کے طور پر چند جانباز سپاہی تیار کر دیئے تھے لیکن ان کے پاس ابھی اتنا سامان حرب اور تجربہ نہ تھا کہ وہ کوئی سیاسی جنگ لڑ سکتے۔ چنانچہ سیاسی منصوبہ بندی کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریز حکومت اور ہندو کانگریس (بوجہ انگریز کی اعانت بھی حاصل تھی) میں سے کسی ایک کا تعاون حاصل کر کے اپنی صف بندی کی جائے ——— فرقہ پرست ہندو کے ساتھ اتحاد کسی صورت ممکن نہ تھا۔ وہ مسلمانوں سے اپنی دس سو سالہ غلامی کا بدلہ لینے پر تُلا ہوا تھا اور مسلمانوں کو ہندوستان سے ختم کرنے کی ہر تجویز اور حربہ بروئے کار لا رہا تھا ——— اور انگریز ——— ؟ مسلمانوں کا خیر خواہ تو وہ بھی نہیں تھا بلکہ حقیقت اس سے بھی تلخ ہے کہ وہ ہندو سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کا دشمن تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد تو اس نے اپنی آتش غضب کو جس شدت سے مسلمانوں کے خون سے ٹھنڈا کیا تھا اس کے بعد اسے اپنا خیر خواہ سمجھنا مسلمانوں کے لئے کیونکر ممکن تھا۔ لیکن چند دور اندیش اور ہوش مند مسلم راہنماؤں نے جن کی قیادت سر سید نے فرمائی تھی مسلمانوں کے خلاف انگریز کی اس انتقامی آگ کو بہت حد تک نرم کر دیا تھا۔ اور اب صورت ایسی نہ تھی کہ وہ (انگریز) مسلمانوں کا حقیقی دوست اور ہمدرد ہو سکتا۔ لیکن ایسا البتہ ممکن تھا کہ مسلمانوں کو اس غیر ملکی حکومت کی

مزید آتش انتقام سے بچایا جا سکتا۔ فطری طور پر اپنی تعریف کے بھوکے اور نسوانی ذہنیت کے مالک انگریز کی یہی کمزوری تھی کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی سیاسی شیرازہ بندی کرنے کے لئے انگریزی حکومت کے ساتھ تعاون و وفاداری کا وقتی اعلان کرتی۔
ورنہ معترضین آگے چل کر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس قدر نرم پالیسی پر قائم ہونے والی یہی وہ تنظیم تھی کہ جب مسلمان سیاسی طور پر کسی قدر باشعور اور تجربہ کار ہو گئے ان کی صفوں میں کسی حد تک اتحاد اور مضبوطی پیدا ہو گئی تو انہوں نے اسی مسلم لیگ کے پرچم تلے غیر ملکی سامراج اور اکثریت التعداد منظم مسلح اور طاقتور ہندو کانگریس اور ہر ایسی طاقت سے جو مسلمانوں کی تحریک کی مخالف تھی بیک وقت ٹکر لی ہر طاقت کا منہ توڑ جواب دیا اور نتیجۃً دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی عظیم اسلامی مملکت وجود میں آئی اور اس برصغیر ہندوستان کے بسنے والے کروڑوں مسلمان بھی اس قدر بے بس اور مجبور تھے کہ حق کی آواز تک بلند کرنا ناممکن تھا۔
آمدن بر سر مطلب۔ ڈھاکہ میں قیام مسلم لیگ کے بعد تمام مسلم زعماء جو ہندوستان کے گوشے گوشے سے آئے تھے اپنے اپنے صوبوں اور علاقوں کو واپس چلے گئے۔ پنجاب سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے لاہور کے میاں برادران میاں محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لاء اور میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء نے معہ چند دیگر ساتھیوں کے پنجاب کی نمائندگی کی تھی اور موخرالذکر اس تحریک میں پیش پیش رہے تھے۔ یہ برادران آنجہانی اعلیٰ تعلیم یافتہ باشعور، وقت کی نزاکت اور زمانے کے تقاضوں سے بخوبی آگاہ تھے اور مسلم لیگ

ان کے نزدیک مسلمانوں کی سیاسی بیداری اور حب ہندی کے لئے ایک شمع کی حیثیت رکھتی تھی جس اس بات سے انتہائی دلچسپی تھی کہ اس روشنی کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا جائے تاکہ اس سے عام ... میاں محمد شاہ دین قانون و سیاست کے علاوہ علم و ادب سے زیادہ گہرا تعلق رکھتے تھے اور ان کا نام اس میدان میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ میاں محمد شفیع کو ایک ماہر قانون دان ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست سے گہری دلچسپی تھی اور مسلمانوں کی پسماندگی اور کسمپرسی ان کے لئے باعث درد تھی۔ وہ ان کے حساس اور دردمند دل کو قوم کی اس حالت یعنی حقوق کی کمی اور سیاست و معاشرت اور معیشت میں مسلمانان ہند کی پسماندگی نے بہت متاثر کیا تھا اور انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف کر دیا مدت کی یہ چنگاری شعور کی حدود کے اندر داخل ہوتے ہی بھڑک اٹھی تھی۔ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ سلگتی رہی اور بالآخر ایک شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔ میاں صاحب نے ایام کالج میں ہی لاہور کی عوامی تحریکوں میں سرگرمی سے حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ذہن میں قومی سیاسی خیالات جنم لینے لگے تھے اور ان خیالات کی آبیاری کے لئے آپ پائنیر (Pioneer) سول اینڈ ملٹری گزٹ، مسلم ہیرالڈ، ٹریبیون وغیرہ ایسے اخبارات میں مضامین لکھنے لگے۔ کالج سے فارغ ہو کر جب مقصد حیات پانے کے لئے انگلستان کی فضائے علم دیار میں پہنچے تو وہاں جسٹس میاں محمد شاہ دین، مسٹر عبدالرحیم، مسٹر علی امام

۱؎ ماہنامہ الحمرا لاہور، سر محمد شفیع نمبر ... ۱۹۶۳ء صفحہ ...

مولوی رفیع الدین، مسٹر حسن امام ایسے فرزندان ملت جو آگے چل کر ہندوستان کے اسلامی سیاست پر آفتاب بن کر چمکے کی دوستی و صحبت میسر آئی جس نے ان کے خیالات و نظریات کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کیا۔ برطانوی قانون سیاست کی گتھیوں کا بنظر غور مطالعہ کیا اور انہیں سلجھانے کا عملی تجربہ حاصل کرنے کے لئے وہ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شوق و دلچسپی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ برٹش کانسٹی ٹیوشن اور برٹش پولیٹیکل لائف کا بھی مطالعہ کرتے اور اس موضوع پر انہیں جس قدر مواد ملتا اس کو بنظر عمیق دیکھتے۔ اس چالاک اور شاطر سیاست دان قوم کے بڑے بڑے مدبروں اور قانون سازوں کی تقاریر سنتے اور بحث و تمحیص کا مطالعہ کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ برطانوی نظام حکومت اور انگریزی سیاست کی باریکیوں اور الجھنوں کو احسن طریقے پر سمجھنے لگے۔ لندن میں انجمن اسلامیہ ہند کی کارروائیوں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے کہ ۱۹۰۰ء میں حصول تعلیم کے وطن واپس آجانے کے بعد انجمن لندن کے صدر منتخب ہو گئے۔ بیرسٹری سے فارغ ہو کر جب انہوں نے ترجیح سیاست و ملکی کی وادی پرخار میں داخل ہو گئے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف کرنے لگے ہوشیارپور میں جہاں آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا ۱۸۹۲ء میں انجمن اسلامیہ ہوشیارپور کی بنیاد رکھی، ساتھ ہی تحریک علی گڑھ میں شریک ہو گئے اور سر سید احمد خان کی محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن کے رکن

۱؎ ماہنامہ المعارف لاہور، سر محمد شفیع نمبر ... ۱۹۶۳ء صفحہ ...

۲؎ المعارف، سر شفیع نمبر ... صفحہ ...

معاون بن گئے[1] اور انجمن حمایت اسلام میں نئی روح ڈال دی۔

۱۹۰۵ء میں مسلمانوں کی ضروریات کے پیش نظر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے لاہور سے مشہور اخبار "آبزرور" جاری کیا تو میاں شفیع اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے[2]

۱۹۰۱ء میں اسی اخبار میں آپ نے سیاسی مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم قائم کی جائے۔ اور اس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ رکھا جائے گا۔ سیاست میں میاں محمد شفیع سرسید کے پیروکار اور جداگانہ قومیت و نمائندگی کے زبردست حامی تھے۔ اور مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم کے قیام کے لئے سخت بے چین تھے۔ انہیں جہاں اور جب کبھی خواص و عوام سے براہ راست ملنے کا اتفاق ہوتا اس کی ضرورت پر زور دیتے۔

اجلاس ڈھاکہ سے واپس پہنچتے ہی آپ نے صوبہ پنجاب میں آل انڈیا مسلم لیگ کی صوبائی شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا جب کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی صوبائی شاخیں قائم کرنے کے بارے میں ابھی تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا تھا[3] اور پنجاب میں صوبائی شاخ قائم کرنے کا یہ فیصلہ ہر دو میاں برادران

۱؎ المعارف سرشفیع نمبر شمارہ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۳ ۲؎ ایضاً صفحہ

۳؎ میاں عبدالرشید سابق چیف جسٹس فیڈرل کورٹ آف پاکستان، مقالہ لوئر کورٹ آف پاکستان، ماہنامہ المعارف لاہور سرشفیع نمبر شمارہ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ

۴؎ آل انڈیا مسلم لیگ نے صوبائی شاخیں قائم کرنے کا فیصلہ اپنے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۸ء بصدارت سید علی امام منعقدہ امرتسر کیا تھا۔ لاہور اجلاس بحوالہ ڈاکٹر سید حسن ریاض ... پاکستان ناگزیر تھا مطبوعہ کراچی یونیورسٹی ۱۹۷۰ء صفحہ

کی خواہش و کوشش کا نتیجہ تھا جس کی تفصیلات آگے آئیں گی۔ اسی اثنا میں ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء کو شملہ میں ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں اپنے خطبۂ صدارت میں مسلم لیگ کی اہمیت و ضرورت پر زور دیتے میاں محمد شفیع نے فرمایا:

• ملک کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی موجودہ کمزوری کی اصل وجوہات کی درست تشخیص کریں اور ان بواعث کو جو اس ضعف کا باعث ہو رہے ہیں دور کرنے میں صداقت کے ساتھ کوشاں ہوں۔[1]

انہوں نے فرمایا!

• مسلمانانِ پنجاب کی موجودہ سیاسی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہمسایہ اقوام کے مقابلہ میں ہماری پسماندہ قوم کی حالت ہرگز ایسی نہیں کہ جس کی خواہاں قوم کے لئے تسلی بخش ہو۔ جس پہلو سے بھی اس کی حالت پر نظر ڈالی جائے آنکھوں کے سامنے ایک ایسی تصویر کھنچ جاتی ہے جو دلوں کو مایوسانہ خیالات سے بھرتی اور جسد مسلمان قوم کی رگوں میں سے قومی جوش کو مفقود کرتی ہے۔ الغرض ان تمام وسائل اور ذرائع میں جو ایک قوم کے لئے پولیٹیکل قوت کا باعث ہوتے ہیں ہماری قوم مقابلتاً بہت کمزور ہے جس کے برے نتائج قومی زندگی کے ہر شعبہ میں محسوس ہو رہے ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کی افرادی طاقت کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے صوبہ میں مسلمان

۱؎ خطبہ میاں محمد شفیع روزنامہ پیسہ اخبار لاہور شمارہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء

بہ نسبت دیگر اقوام کے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور شخصی
و مجموعی عزت و وقار کو مد نظر رکھ کر مسلمانانِ پنجاب درحقیقت
دیگر اقوام سے اگر برتر نہیں تو ان کے ہم پلہ ضرور ہیں۔ اگر
شخصی وقعت کو ملحوظ رکھا جائے تو شہروں میں مسلمان اپنی
وجاہت اور انفلوئنس میں کم نہیں۔ تعلیمی میدان میں مسلمان
خاطر خواہ ترقی کر رہے ہیں۔ اگرچہ مغربی تعلیم کے لحاظ سے مسلمان
اپنے ہم وطنوں سے پیچھے ہیں مگر گزشتہ چند سالوں میں
انہوں نے خاطر خواہ ترقی کی ہے اور تعلیمی میدان میں ان کی
ترقی کی رفتار اطمینان بخش ہے۔ صوبے میں ایسے دردمندانِ
ملت موجود ہیں جو ملت کا درد رکھتے ہیں ـــــ صوبہ پنجاب
میں ایسا اسلامی پریس موجود ہے جس کے ذریعے قوم کی درست
طور پر راہنمائی کی جا سکتی ہے۔ اور جو ایک مہذب قوم کی ترقی
کے لئے لابدی ہو سکتا ہے جس کا اثر قوم کی زندگی کے ہر شعبہ
پر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ پریس قوم کو بہبود اور ترقی کے راستہ
پر لانے میں قابل قدر حصہ لے سکتا ہے۔ انگریزی اخبارات
میں "آبزرور" اور اردو اخبارات میں "پیسہ اخبار"، "وطن"، "وکیل"،
"ناظم الہند" وغیرہ ایسے مؤثر ذریعے موجود ہیں۔[1] جب یہ حالات و
ذرائع موجود تھے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانانِ پنجاب کی

---

[1] روزنامہ "پیسہ اخبار" لاہور خطبہ میاں محمد شفیع ۱۰ اگست ۱۹۰۹ء

سیاسی کمزوری کی وجہ کیا تھی؟ اس سوال کا جواب میاں
محمد شفیع ہی کے الفاظ میں یہ تھا کہ مسلمانانِ پنجاب کی پولیٹیکل کمزوری
کی اصل وجہ ان کی قومی زندگی کے کسی پہلو میں بھی باضابطہ
آرگنائزیشن کا نہ ہونا، ان کا سرمایہ اور تجارت سے بے تعلق رہنا اور اپنے
حقوق کے حصول کیلئے ان کی سب کوششوں کا غیر متحد ہونا ہے۔[1]
اس مسئلے کا حل تجویز کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"اگر مختلف طاقتیں جو اس وقت منتشر ہیں ایک جگہ جمع ہو کر
مناسب اصولوں کو مد نظر رکھ کر بالاتفاق قومی ترقی کی غرض سے
کام کریں تو ہر صاحب عقل قیاس کر سکتا ہے کہ اس کا قوم کے حق
میں کس قدر مفید اثر ہو سکتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں
ایسی مختلف اقوام آباد ہوں کہ ان کی تعداد میں فرق ان کے مذاہب
میں اختلاف، ان کے طرز و ڈھنگ، ان کی گزشتہ تاریخ جدا اور
اسی باعث ان کے مفادات بہر حال کسی حد تک مختلف ہوں
پھر جبکہ ہر قوم کی پولیٹیکل طاقت و اقتدار بہت حد تک اس
امر پر منحصر ہوتا ہے کہ ملک کی پبلک سروس میں اس قوم کا کیا
حصہ ہو اور اگر یہ نہیں تو ظاہر ہے وہ قوم بمقابلہ ہمسایہ اقوام کے
یقیناً کمزور ہوگی۔ اور اس کی یہ کمزوری قومی زندگی کے دیگر
پہلوؤں پر مناسب اثر انداز ہوگی۔ ان حالات کے پیش نظر

---

[1] ایضاً ۔ [2] ایضاً

ہمارے صوبہ میں ایک مستقل آرگنائزیشن قائم ہونا چاہیے جو ہماری قوم کے حقوق کی حفاظت اور اس کی آئندہ ترقی اور بہبود کی تجاویز سوچنے اور ان پر عمل کرنے کیلئے موجود ہو۔ تو اس کا نتیجہ یقیناً خوش گوار برآمد ہوگا۔[1]

وہ وقت کے یہی خیالات و جذبات تھے جو میاں صاحب پر جنون کی طرح سوار تھے۔ ملکی و اجتماعی حالات و مسائل پر گہری دلچسپی رکھنے کے ساتھ اپنے علاقائی مسائل اور قومی ضروریات و ذمہ داریوں میں ان کا دلچسپی رکھنا قدرتی بات تھی۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس قیام ڈھاکہ کے بعد اس تنظیم کو ملک کے کونے کونے میں پھیلانے اور اس کی جڑوں کو مضبوط اور گہرا کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم اہالیان پنجاب جن میں میاں محمد شفیع کا نام بالخصوص لیا جانے گا نے اٹھایا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ موصوف نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پنجاب میں مسلم لیگ کی صوبائی شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ میاں صاحب نے نواب وقار الملک سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کی اور انہیں اپنے ارادہ و فیصلہ سے آگاہ کیا جس کے نتیجہ میں ۲۴ / مارچ ۱۹۰۷ء کو میاں صاحب موصوف کی قیام گاہ پر لاہور میں اسی سلسلہ ایک ابتدائی جلسہ ہوا اور نو ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو مجوزہ صوبائی

[1] توجیہہ میاں محمد شفیع روزنامہ پیسہ اخبار لاہور شمارہ ۲۱ / اگست ۱۹۰۶ء

[2] روزنامہ رپورٹ جنرل سیکرٹری روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء

شاخ مسلم لیگ کے قیام کے لئے ابتدائی تنظیمی مراحل کا انتظام کرے گی۔[1] میاں صاحب اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔[2] اس کمیٹی نے مجوزہ صوبائی لیگ کے اغراض و مقاصد تجویز کرکے پنجاب کے مختلف شہروں کے مسلم زعماء کو ارسال کئے۔[3] پھر ایک سرکلر چٹھی ان کی توجہ اس مقصد کی طرف مبذول کرانے اور تائید مزید کی خاطر ارسال کی گئی بحیثیت لیگ اور جذبہ خلوص ہو تو نتیجہ یقیناً خوشگوار ہوتا ہے چنانچہ عوام نے اس کی تجویز کو تسلیم کرتے ہوئے اس کمیٹی کی حوصلہ افزائی کی۔[4] چھ ماہ تک اس کمیٹی کے مختلف اجلاس ہوتے اور عوامی شعور و توجہ کو اس قومی ضرورت کی خاطر بیدار کیا گیا۔ جس سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے اور انفرادی طور پر کے علاوہ پنجاب کے مختلف شہروں کی مختلف سماجی انجمنوں نے جلسے منعقد کئے اور اس تجویز کی تائید میں ریزولیوشنز پاس کئے۔[5] پنجاب کے پیشتر بڑے بڑے شہروں سے قریباً ایک صد سربرآوردگان نے صوبائی مسلم لیگ کی اس تجویز پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی پوری امداد و تعاون کا یقین دلایا بالآخر ۳۰ / نومبر ۱۹۰۷ء کو مسلم زعمائے پنجاب کا وہ تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا اور مسلمانان پنجاب نے کل مسلمانان ہند کی واحد سیاسی تنظیم کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے پہلا بنیادی پتھر رکھا۔ یہ اجلاس لاہور میں میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء کی قیام گاہ متصل ہائی کورٹ پر منعقد ہوا۔[6] جس میں

[1] ایضاً [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً

[6] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء

اجلاس میں جن سربرآوردہ حضرات نے شرکت کی ان کی نمائندہ حیثیت کو واضح کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پوری فہرست پیش کر دی جائے۔ جو یہ ہے:-

شرکاء اجلاس

لاہور

۱۔ خان بہادر میاں محمد شاہ دین، بیرسٹرایٹ لاء

۲۔ میاں محمد شفیع، بیرسٹرایٹ لاء، وچیرمین اسلامیہ کالج کمیٹی

۳۔ مسٹر احمد حسین، بیرسٹرایٹ لاء، مینجنگ ڈائرکٹر اورینٹ بنک آف انڈیا

۴۔ مرزا جلال الدین، بیرسٹرایٹ لاء

۵۔ میاں شاہ نواز، بیرسٹرایٹ لاء

۶۔ شیخ محمد بخش بی۔اے، پلیڈر، مینجنگ ڈائرکٹر پانیر ٹریڈ کمپنی

۷۔ مولوی احمد دین بی۔اے، پلیڈر

۸۔ شیخ گلاب دین، پلیڈر

۹۔ شیخ تاج الدین بی۔اے، میونسپل کمشنر

۱۰۔ میاں سراج الدین، میونسپل کمشنر

۱۱۔ شیخ محمد بخش، ٹھیکیدار

۱۲۔ مرزا محمد احمد بیگ

۱۳۔ مرزا اسلم بیگ رئیس

۱۴۔ میاں نظام الدین

۱۵۔ میاں علم الدین، پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

۱۶۔ مولوی محمد انشاء اللہ خان، ایڈیٹر روزنامہ وطن لاہور

۱۷۔ میر ناظم حسین ناظم، ایڈیٹر "ناظم الہند" لاہور

۱۸۔ مولوی محبوب عالم، ایڈیٹر روزنامہ "پیسہ اخبار" لاہور

۱۹۔ منشی عبدالعزیز، مینیجر "پیسہ اخبار" لاہور

۲۰۔ خان صاحب ڈاکٹر غلام جیلانی

۲۱۔ منشی نظام الدین

۲۲۔ شیخ عبدالعزیز بی۔اے، ایڈیٹر "آبزرور" لاہور

۲۳۔ خان صاحب میاں غلام محی الدین، سابق سپرنٹنڈنٹ [illegible]

۲۴۔ شیخ حاجی دین محمد

۲۵۔ سید محمد علی جعفری ایم۔اے، قائم مقام پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

۲۶۔ حکیم محمد شریف۔

امرتسر:-

۲۷۔ خان بہادر خواجہ یوسف شاہ، آنریری مجسٹریٹ

۲۸۔ میر حبیب اللہ، آنریری مجسٹریٹ، سیکرٹری انجمن رفیق الاسلام

۲۹۔ شیخ محمد عمر بی۔اے، بیرسٹرایٹ لاء

۳۰۔ بابو نظام الدین، اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن اسلامیہ امرتسر

۳۱۔ شیخ غلام محمد، پیپر ٹریڈر

۳۲۔ میر سید محمد، ایڈیٹر "وکیل"۔

لدھیانہ:-

۳۳- شیخ محمد نقیب بیرسٹرایٹ لاء

۳۴- مولوی حسن محمد ڈیلیگیٹ انجمن حمایت اسلام لدھیانہ۔

انبالہ:-

۳۵- مرزا اعجاز حسین بی۔اے پلیڈر صدر انجمن اسلامیہ انبالہ

شملہ:-

۳۶- شیخ شہاب الدین تاجر

دہلی:-

۳۷- شیخ عبدالقادر، بیرسٹرایٹ لاء، ڈیلیگیٹ انجمن بہبود مسلمانان دہلی

۳۸- مسٹر ذکاء الرحمٰن بی۔اے قائم مقام منجانب پنجابی مسلمانان دہلی۔

قصور:-

۳۹- شیخ میراں بخش پنشنر اسسٹنٹ انجینئر۔

چونی:-

۴۰- مرزا مبارک بیگ، آنریری مجسٹریٹ۔

فیروزپور:-

۴۱- خواجہ غلام محمد

۴۲- کمال الدین۔

فاضلکا:-

۴۳- خان شمس الدین ٹھیکیدار۔

منٹگمری (موجودہ ساہیوال):-

۴۴- خان صاحب غلام محی الدین۔

ملتان:-

۴۵- شیخ عبدالقادر بی۔اے، پلیڈر، رئیس، صدر ملتان میونسپل کمیٹی۔

لائل پور:-

۴۶- میاں غلام باری پلیڈر

۴۷- میاں غلام جیلانی پنشنر منصف۔

راولپنڈی:-

۴۸- مسٹر عبدالحمید، بیرسٹرایٹ لاء وسیکرٹری انجمن اسلامیہ راولپنڈی۔

بٹالہ:-

۴۹- میاں فیض غلام محی الدین رئیس وصدر انجمن اسلامیہ بٹالہ۔

مندرجہ ذیل اصحاب اجلاس میں شرکت نہ کر سکے جس کی معذرت کرتے ہوئے انہوں نے لیگ کے مقاصد سے ہمدردی اور تعاون اور اجلاس کی کامیابی کی تمناؤں کے پیغام ارسال کئے جو اجلاس میں پڑھ کر سنائے گئے۔

۱- خان بہادر احمد شاہ، آنریری ڈسٹرکٹ جج، جالندھر

۲- میاں عبدالعزیز، بیرسٹرایٹ لاء، ہوشیارپور۔

۳- میاں احسان الحق، بیرسٹرایٹ لاء، جالندھر

۴- شیخ غلام یسین، پلیڈر، جھنگ۔



میاں سر محمد شفیع بیرسٹرایٹ لاء

۵۔ مولوی الف دین، پلیڈر، کیمبل پور۔

۶۔ سردار یار محمد خاں، پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، گجرات۔

۷۔ مولوی عبد الحق، پلیڈر، گوجرانوالہ۔

۸۔ خواجہ ضیاء الدین، پلیڈر، لاہور۔

۹۔ شیخ عبد الغنی، پلیڈر، کرنال۔

۱۰۔ خواجہ احمد شاہ، رئیس لدھیانہ۔

۱۱۔ شیخ دین محمد، پلیڈر، لاہور۔

۱۲۔ مولوی عبد القادر، پلیڈر، لاہور

۱۳۔ چودھری شہاب الدین، پلیڈر، لاہور [1]

جب اجلاس شروع ہوا تو مولوی محبوب عالم ایڈیٹر روزنامہ پیسہ اخبار لاہور کی تحریک پر میاں محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لا (مابعد جسٹس پنجاب چیف کورٹ) نے اجلاس کی صدارت کی[2] میاں محمد شفیع نے جو ابتدائی کمیٹی کے سیکرٹری اور کنوینر کی حیثیت رکھتے تھے اپنی درج ذیل رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کی مختصر تاریخ، مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کی اہمیت و ضرورت اور درد مندان ملت پر اس تنظیم کو مؤثر بنانے اور اس نئی راہ کی دشوار گزاری و مشکلات میں جرأت مندانہ قابو پانے پر زور دیا چنانچہ انہوں نے فرمایا:

---

[1] (روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۰۷ء)

[2] کارروائی اجلاس مطبوعہ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور بابت ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء

میاں محمد شفیع بار ایٹ لا

خطبہ[1] بحیثیت سیکرٹری: افتتاحی اجلاس پنجاب پراونشل مسلم لیگ لاہور

۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء

صاحبان! ابتدائی کمیٹی کی طرف سے میں آپ سب کا تہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ ہم ممبران ابتدائی کمیٹی آپ کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ آپ نے ہم لوگوں کی استدعا پر آج کے جلسے میں شمولیت کی تکلیف فرمائی۔ اور خصوصاً وہ صاحبان جو پنجاب کے مختلف حصوں سے سفر کی تکالیف گوارا کر کے آج یہاں اس قومی کام میں حصہ لینے کے لئے تشریف لائے ہیں ہمارے خاص شکریے کے مستحق ہیں۔

صاحبان! ہماری پس ماندہ قوم میں پولیٹیکل اغراض کے لئے ایک قومی انجمن قائم کرنے کی ضرورت مدتوں سے محسوس ہوتی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس بزرگ قومی ہمدرد کی زندگی میں ہی جس

---

[1] پروسیڈنگ مطبوعہ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء



سر آغا خاں

نے مسلمانانِ ہندوستان کو خوابِ غفلت سے جگایا، اس ضرورت کو سربرآوردگانِ قوم نے تسلیم کیا اور سرسید احمد خان مرحوم کی پاکیزہ اور مقدس عمر کے آخیر سالوں میں اس بزرگ کے مشورے سے ایک انجمن قائم کی گئی جس کا نام "ینگ محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپر انڈیا" رکھا گیا تھا۔ جس کے آنریری سیکرٹری مسٹر محمود اور مسٹر تھیوڈور بیک صاحبان مقرر ہوئے تھے چند سال تک وہ انجمن اپنی طرز پر جو اس وقت کے حالات کے مناسب تھی، کام کرتی رہی مگر ان تینوں بزرگوں کی وفات کے بعد، جو اس انجمن کے روحِ رواں تھے، اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین بہادر نے صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کی ایک قومی پولیٹیکل آرگنائزیشن بنانے کا کام شروع کیا اور مختلف مقامات پر تشریف لے جا کر مقامی مجلسیں قائم کیے جانے کی تجویز کی۔ جن دنوں ہز رائل ہائینس شہزادہ ویلز اپنے سفرِ ہندوستان میں علی گڑھ تشریف لے گئے مسلمانانِ ہندوستان کے سربرآوردگان وہاں جمع ہوئے اور اس موقع پر اس مضمون کے متعلق گفتگو ہوئی۔ ابھی لیڈرانِ قوم اس بارے میں اپنے خیالات کا تبادلہ کر رہے تھے کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی کہ ہندوستان کی موجودہ طرزِ حکومت میں کیا کیا اصلاحیں ہو سکتی ہیں۔ اس موقع پر ہماری قوم کے

مرحوم لیڈر نواب محسن الملک کی کوششوں کا نتیجہ اس آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کی صورت میں ظاہر ہوا جس نے یکم ماہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو حضور وائسرائے کی خدمت میں ہماری پس ماندہ قوم کی طرف سے ایک میموریل پیش کیا جس میں مسلمانوں کے قومی حقوق اور ضروریات کا بالتشریح اظہار تھا جن دنوں میں اس میموریل کے مسودے کی بابت باہمی مشورہ ہو رہا تھا، مسلمانانِ ہند کے تمام مقاموں کا ایک جلسہ بمقام لکھنؤ ماہ ستمبر ہوا جس میں امرتسر کی طرف سے خان بہادر خواجہ یوسف شاہ اور لاہور کی طرف سے یہ نیاز مند موجود تھے۔ وہاں پر بھی مسلمانانِ ہندوستان کی پولیٹیکل آرگنائزیشن قائم کرنے کا مشورہ کیا گیا تھا جس میں نواب محسن الملک مرحوم اور نواب وقار الملک وغیرہ سربرآوردگانِ قوم موجود تھے اور قرار پایا کہ اس امر کی نسبت بمقام شملہ جس وقت آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کے ارکان جمع ہوں، پھر مشورہ کیا جاوے۔ چنانچہ اس فیصلے کے مطابق شملہ میں ہز ہائینس سر آغا خان کی موجودگی میں اس مسئلے پر گفتگو ہوئی اور سب عالی قدر بزرگانِ قوم نے جو اس وقت موجود تھے فیصلہ کیا کہ بماہ دسمبر جب مختلف اطرافِ ہند سے قوم کے تمام مقام ایجوکیشنل کانفرنس کے لیے بمقام ڈھاکہ جمع ہوں اس وقت آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جاوے۔ چنانچہ دسمبر گزشتہ میں اس قرارداد کے مطابق بمقام ڈھاکہ

قائم مقاموں قوم کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کے صدر
نواب وقار الملک بہادر تھے۔ اور اس موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کا
بنیادی پتھر رکھا گیا۔ اور ایک کمیٹی اس کے قواعد تیار کرنے کے لئے
مقرر کی گئی جس کی محنتوں کا نتیجہ اس سال بمقام کراچی سالانہ جلسے
کے موقع پر قوم کے روبرو پیش ہوگا۔

ڈھاکہ کے جلسے کے بعد نواب وقار الملک بہادر کے ساتھ میری
خط و کتابت پنجاب پراونشل مسلم لیگ قائم کئے جانے کے متعلق شروع
ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بتاریخ ۲۴ مارچ ۰۷ء کو ایک مختصر جلسہ احباب
میں اس امر پر غور کرنے کی غرض سے اسی جگہ منعقد ہوا جہاں آپ سب
جمع ہیں۔ اس جلسے میں پراونشل مسلم لیگ کے قیام کا کام ہاتھ میں
لینے کی غرض سے ۸ ممبران کی ایک ابتدائی کمیٹی اس غرض سے مقرر کی
گئی کہ وہ ابتدائی مرحلوں کا بندوبست کرے اور حاضرین نے براہِ
مجھے اس کمیٹی کا سیکرٹری منتخب کیا۔ گزشتہ چھ ماہ میں اس کمیٹی کے
وقتاً فوقتاً متعدد اجلاس ہوئے جن میں اول اغراض و مقاصد لیگ
تجویز کرکے ان کو پنجاب کے جملہ سربرآوردگان کی خدمت میں ارسال کیا
گیا۔ اور ایک سرکلر چٹھی بزرگان کو اس کام کی طرف توجہ دلانے کے لئے
جاری کی گئی۔ اس چٹھی کے جو جواب پنجاب کے مختلف شہروں سے آئے
انہوں نے ابتدائی کمیٹی کی اس تجویز کی کامیابی کی کماحقہ امید دلائی۔
پنجاب کے پچیس شہروں سے قریباً ایک صد سربرآوردگان نے تحریری

اور زبانی اظہار مسرت کیا اور مسلم لیگ قائم کرنے میں امداد دہی کے وعدے
فرمائے۔ علاوہ ازیں بہت سی انجمنوں نے جلسے کرکے اس تجویز کی
تائید میں ریزولیوشن پاس کیے۔ بعد ازاں اس ابتدائی کمیٹی نے لیگ کی
کارروائی کے متعلق چند قواعد تجویز کیے جو اس نیاز مند نے چھپوا کر تمام
ضلعوں میں تقسیم کیے اور جو غالباً حاضرین کی خدمت میں ارسال ہو چکے
ہیں۔ اس کے بعد یہ تجویز کی گئی کہ ماہ نومبر کے اخیر ہفتے میں چیدہ احباب
کا ایک خاص جلسہ لیگ کے اغراض و مقاصد پاس کرنے اور دو تین اور
ضروری امور کو طے کرنے کے لیے منعقد کیا جاوے۔ لیگ کے اغراض
اور حالات موجودہ کو مدنظر رکھ کر سب احباب کی متفقہ رائے ہوئی کہ
اس جلسے میں باہر کے مقامات سے چیدہ چیدہ قائم مقاموں کو مدعو کیا
جاوے اور لاہور سے ان صاحبان کا انتخاب کیا جاوے جن کی نسبت
ہمیں یقین ہے کہ وہ اس قومی کام کے متعلق خاص مذاق رکھتے ہیں اور
قوم مسلمانان کی اس عام پالیسی کے ایڈوکیٹان قوم نے قوم کے لئے
قرار دے رکھی ہے نہ صرف مؤید ہی ہیں بلکہ اس نئے کام کو پورے
شوق کے ساتھ شروع کریں گے۔ اور چونکہ ایک ایسے قومی کام کے
متعلق ابتدا میں ہر طرف پس و پیش کا خیال کرنے کا رواج شروع کرنا ہی
کامیابی کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ملک کی موجودہ حالت میں
ایک عام کانفرنس یا جلسے کا پولیٹیکل آرگنائزیشن کے لئے جمع کرنا مناسب
نہیں تھا اس لئے ابتدائی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق میں نے بیرونجات

ہیں جو خطوط جاری کئے ان میں اپنے دوستوں سے استدعا کی گئی کہ وہ اپنے اپنے شہروں سے ایک یا دو قائم مقام اس جلسے میں شمولیت کے لئے منتخب فرمادیں۔ البتہ امرت سر کے بزرگان کی خواہش کے مطابق ان کو اس عام قاعدے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ الحمد للہ کہ ان جملہ کوششوں کا نیک نتیجہ اس تسلی بخش صورت میں ظاہر ہوا ہے جو اس وقت آپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کو صدق دل سے یقین دلاتا ہوں کہ جو دلی خوشی مجھے اور ابتدائی کمیٹی کے دیگر ممبران کو اس قومی کام کو شروع کرنے اور پنجاب کے اس قدر معزز احباب کے یہاں جمع ہونے سے ہوئی ہے اس کا اظہار بذریعہ الفاظ نہیں ہو سکتا۔ آج کا جلسہ ہمیں اس بات کا قطعی یقین دلاتا ہے کہ آخر کار ہماری قوم کے سربرآوردگان اس قومی فرض کو بجا طور پر محسوس کرنے لگے ہیں اور کمر ہمت باندھ کر اس کار عظیم کو جو کمال دلچسپی سے اپنے کندھوں پر لینے کے لئے تیار ہیں۔

میرے بھائیو! تجربے نے دکھایا ہے کہ اپنی پسماندہ قوم کی بہبودی کے لئے بہی خواہان قوم کتنی ہی صداقت کے ساتھ کسی کام کو شروع کیوں نہ کریں خود ہم میں سے ہی اس کے مخالف پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر جو فرزندان قوم کو ایسی مخالفتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور خداوند کریم پر بھروسہ کرکے اپنے قومی فرائض کی ادائیگی میں نیک نیتی کے ساتھ سرگرم رہنا چاہیے۔ اگر ہم اس نئی آرگنائزیشن کے ذریعے وہ نیک نتائج

جن کی ہم کو امید ہے بہم پہنچا کر قوم کے سامنے رکھیں گے۔ اگر ہم اپنی کوششوں سے قوم کو یہ دکھلادیں گے کہ ہم بوجہ محض قومی خیر خواہی اور قومی ترقی کی غرض سے آپ صاحبان نے اپنے سر پر لیا ہے تو یقین جانیے کہ قوم بالاتفاق پراونشل لیگ کی نہ صرف تائید کرے گی بلکہ آپ کی کوششوں کو کامیابی کی حد تک پہنچانے میں پوری امداد دے گی۔ سلطنت عالیہ انگلستان نے اپنی فیاضی سے جو وسائل اور ذرائع قومی ترقی کے لئے ملک ہندوستان میں بہم پہنچائے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان وسائل اور ذرائع سے فائدہ اٹھادیں۔ قوم کی توجہ ان کی طرف مبذول کریں تاکہ ہمسایہ قوموں کی طرح ہماری پس ماندہ قوم بھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی پولیٹیکل ضروریات کو سمجھے اور ان کے بہم پہنچانے کی مناسب طریقے پر کوشش کرے۔ اگر ہم صداقت کے ساتھ اس قومی فرض کی ادائیگی میں کوشاں ہوں گے تو خداوند کریم جو نیتوں کو سمجھنے اور دلوں کو جاننے والا ہے یقیناً جتنوں میں برکت دے گا اور ہماری کوششوں کو کامیابی کی حد تک پہنچا دے گا۔ آخر میں ممبران ابتدائی کمیٹی کی طرف سے پھر میں آپ صاحبان کا خیر مقدم کرتا ہوں اور صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اس مجمع کو قوم کے لئے چشمۂ فیض بنادے اور آپ کی کوششوں کے وہ نیک نتائج ہوں جن کی ہم سب کو دل سے امید ہے اور جن کا ہم سب کو انتظار ہے۔"

۱؎ (مطبوعہ: روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

سیکرٹری کی رپورٹ کے بعد میاں محمد شاہ دین صدر جلسہ نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانان ہند کی معاشرتی و سیاسی حالت کا تجزیہ کرتے اور مجوزہ صوبائی مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

خطبہ صدارت: افتتاحی اجلاس
پنجاب پراونشل مسلم لیگ لاہور

حضرات! آج ہم یہاں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی جو گذشتہ سال میں مقام ڈھاکہ قائم ہوئی تھی، ایک شاخ صوبہ پنجاب میں کھولی جاوے۔ جن خاص حالات کی وجہ سے مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی تھی ان کے اعادے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی بالخصوص اس لئے کہ آپ سب صاحبان ان حالات سے کم و بیش واقف ہیں۔ مگر اس قدر عرض کرنا شاید ناموزوں نہ ہو کہ گذشتہ تیس سال کے عرصے میں ہندوستان کی مختلف اقوام اور دور دراز حصوں میں جو مادی اور اخلاقی ترقی ہوئی ہے اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے ہر گوشے میں ایک حیرت انگیز حرکت کے آثار نمایاں ہیں اور ان جماعتوں میں جو مغربی تعلیم کے اثرات سے متاثر ہو رہی ہیں اور جن میں ان خیالات کا احساس پیدا ہو گیا ہے جو یورپ اور امریکہ کی ترقی یافتہ قوموں کے ملکی کارناموں کی بنیاد ہیں، اپنے حقوق کی شناخت اور ان کی حفاظت کی خواہش بڑی شدت سے جوش زن ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بھی اس نئی تحریک کے احاطۂ اثر میں داخل ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ امر قابل افسوس ہو

تعجب انگیز ہوتا اگر ہم اس نئی روشنی اور نئی ترقی کے عمدہ اور صحت بخش خیالات اور اثرات سے بے بہرہ اور غیر مانوس رہتے۔ اہل ہند کے ذہنی قویٰ پر مغربی علوم و فنون کا اثر ایسا گہرا پڑا ہے کہ ان کی اخلاقی و معاشرتی زندگی میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا ہے اور ان محرک خیالات کی وجہ سے جو مغربی طرز تعلیم سے وابستہ ہیں، قومیت کا شوق بعض تیز رفتار فرقوں کے رگ و پے میں خون کی طرح سرایت کر گیا ہے۔ اس زمانے کو گو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے جبکہ مغرب و مشرق میں ان سیاسی خیالات اور تمدنی آئینوں کے اعتبار سے جن کو قوموں اور ملکوں کی ترقی اور تنزل میں بہت بڑا دخل ہے، زمین و آسمان کا فرق تھا اور وہ فرق خواہ بوجہ دیرینہ تاریخی حالات اور روایات اور خواہ بسبب طبعی اور قومی اور اخلاقی اختلافات کے اس قدر بیّن اور اصولی تھا کہ اس کا رفع ہونا قریباً محال معلوم ہوتا تھا مگر انقلاب زمانہ اور اس کی رفتار میں وہ جادو ہے جو ناممکن کو ممکن اور محال کو آسان ثابت کر دکھاتا ہے۔ خدا کی شان دیکھو کہ جزیرہ نمائے عرب کے خشک اور گرم ریگستان سے ایک ایسی تلاطم انگیز ہوا اٹھی کہ کوہ و بیاباں اور بحر و بر کی لمبی مسافتوں کو طے کرتی ہوئی مغرب اقصیٰ تک پہنچی اور اپنے خوشگوار اور دل خوش کن جھونکوں میں ملکوں اور قوموں کو جیتی ہوئی ایک سفید اور شفاف ابر رحمت کی طرح مہذب دنیا کے بڑے حصے پر چھا گئی۔ خوابیدہ مغرب کو بیدار مشرق نے میٹھی نیند سے جگایا اور دونوں حریف کچھ عرصے سے نئے ترقی کے چمن میں باہم مل کر گل گشت کرتے رہے۔ کچھ

عرصہ بعد زمانہ نے پھر کروٹ بدلی اور اب جو دیکھا تو کتاب ترقی کا دوسرا ورق پیش نظر تھا۔ خفتہ نصیب ممالک یکایک جاگ اٹھے اور بیدار مغز قومیں عیش کے خمار میں مخمور ہو کر سو گئیں اور ایسی گہری نیند سوئیں کہ ان کا پھر بیدار ہونا محال معلوم ہوتا تھا۔ ع

بلکہ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ محشر تک جاگنا قسم ہے

کچھ اور زمانہ گزر گیا اور اب تیسرا دور شروع ہوتا ہے۔ مغرب سے باد مشرق کی خواب گاہ میں آیا ہے اور شب گزشتہ کی بلاخیز اور جوش ربا شورنگی سے اپنے پرانے دوست کو ہلا ہلا کر بیدار کرنے میں مصروف ہے۔ یہ قابل قدر کام ایسے مرحلے کو پہنچ چکا ہے کہ مشرق نے کروٹ بدلی ہے، آنکھیں مل کر کھولی ہیں اور اٹھنے کو تیار ہے اور اس سوچ میں ہے کہ اٹھ کر کیا کرے۔ یہ حالت ایک نہایت نازک حالت ہے اور اہل ہند کو، جو مشرقی قوموں میں چند وجوہات سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں، اس حالت کو نہایت مصلحت بینی، عاقبت اندیشی اور عالی حوصلگی سے نباہنا ضروری ہے۔

آئیے ہم ایک لمحے کے لئے غور کریں کہ ہندوستان میں اس خاص حالت کے ساتھ ہم مسلمانوں کا کیا اور کیسا تعلق ہے اور ہمارا طریق عمل اس کی نسبت کیا ہونا چاہیے۔

اس امر کے متعلق سب سے پہلا سوال جو ہم کو مدنظر رکھنا چاہیے یہ ہے کہ جو پولیٹیکل تعلق انگریزی قوم کو اہل ہندوستان کے ساتھ ہے

اس کا قائم رہنا اور مستحکم ہونا ہماری بہبودی اور ہر دو اقوام کی آئندہ بہتری کے لئے لابدی ہے اور ہماری قومی اور ملکی ترقی کی جو ہم آنے والی نسلوں کے لئے بنا رہے ہیں اور بنانا چاہتے ہیں اس کا بنیادی پتھر یہی خیال ہے۔

دوسرا اصول جس پر ہم مسلمانوں کا عمل مبنی ہونا چاہیے یہ ہے کہ مغربی تعلیم و خیالات اور جدید آئین ہائے ترقی کا ہم کو پورا فائدہ اٹھانا ہے کیونکہ یہ امر نا ممکن ہے کہ آج کل کے زمانے میں جدید علوم و فنون اور ترقی کے نئے اسلوبوں کا جو سیلاب زوروں پر چڑھا ہے اس کے تلاطم سے خوف کھا کر ہم اپنی ناؤ اپنے بعض قدیم خیالات کے بیکار اور پایاب نالوں میں لے جائیں اور وہاں آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ ہمیں اپنی قومی کشتی بیچ منجدھار میں کھینی پڑے گی اور ہمیں ان مشقتوں اور دقتوں اور خطروں کے لئے مردانہ وار تیار رہنا چاہیے جو ایک قوی بازو، حوصلہ مند، باہمت اور تیز دل ملاح کو طوفان کے زور اور بجلی کی کڑک میں ایک ناپید کنار سمندر میں پیش آتے ہیں۔ زمانہ جدید میں باہم مقابلے سے اپنی مدد آپ کرکے ترقی کرنا شخصی اور قومی فلاح کے لئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ جس قوم کا طریق عمل اس اصول کے مطابق نہ ہوگا وہ ایک دن قعر تنزل میں گر کر رہے گی۔ ہماری خوش قسمتی سے ہماری ہمسایہ قوم ہنود جو پہلے سے اس ملک کی علمی اور تمدنی ترقیوں کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس اصول پر جان توڑ کر عمل کر رہی ہے۔ اور یہ مہذب دنیا کو دکھا رہی ہے

کہ گزشتہ ادبار اور پست ہمتی نے مشرق کی کمر توڑ دی ہے۔ تاہم ہندوستان کی ایک ممتاز قوم اپنے ملک کی بوسیدہ ہڈیوں میں جدید علمی ترقی کی نئی روح پھونکنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہم مسلمانوں کو اس روشن خیالی کی تقلید کرنا لازمی ہے تاکہ ہم بھی اپنی گم شدہ تہذیب کو پھر حاصل کر سکیں اور اس پر جدید اصول ترقی کا رنگ چڑھا کر زمانہ موجودہ کی طاقتور قوموں کے ہم قدم ہو کر چل سکیں اور تمدن و شائستگی کی دشوار منزلیں طے کریں۔

مغربی تعلیم کے متعلق، جو جدید تہذیب کے حصول کے لئے ایک لازمی ذریعہ قرار دی جا چکی ہے، ہم مسلمان کچھ کر چکے ہیں اور کچھ کر رہے ہیں مگر موجودہ طرز حکومت کے نتائج سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم محض تعلیمی ترقی پر اپنی قومی فلاح کا مدار نہ رکھیں بلکہ ضروریات زمانہ کے مطابق اپنے پولیٹیکل حقوق کا احساس حاصل کر کے ان کی کافی نگہداشت کریں۔ اور اس غرض کے لئے سب قسم کے لوازمات جو انگریزی سلطنت کے قیام کے کسی نہج سے مغائر نہ ہوں مہیا کریں۔ اور یہ امر بدیہی ہے کہ گزشتہ ملکی حالات اور چند قومی اور مذہبی اختلافات کی وجہ سے، جو ہر خطہ دنیا میں کم و بیش پائے جاتے ہیں، ملک ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے بعض قومی اغراض ان اغراض سے متحد نہیں ہیں جو دیگر اقوام ہند کے پیش نظر ہیں اور اس لئے ان اغراض کی تکمیل کے لئے ہمارا طریق عمل کسی حد تک بہت سے

کے لئے جداگانہ رہے گا۔ علاوہ اس کے حکمران قوم کے مفتوح قوموں کے ساتھ جو باہمی ملکی اور اخلاقی تعلقات ہو سکتے ہیں اور ہونے چاہییں ان کی کیفیت اور وسعت کے متعلق ہم مسلمانوں کے خیالات بعض دیگر ترقی یافتہ قوموں کے خیالات سے مختلف ہیں اور اگر موجودہ حالات ملک میں کوئی بہت بڑی تبدیلی واقع نہ ہوئی تو غالباً ایک عرصے تک مختلف رہیں گے۔ پس یہ امر لازمی ہے کہ ہم مسلمان اپنی خاص قومی ضروریات کا احساس کسی حد تک ایک علیحدہ بنیاد پر اور ایک مخصوص پیمانے پر کریں اور ان کے پورا کرنے کے وسیلے ایسے اختیار کریں جو ان وسیلوں سے نسبتاً علیحدہ ہوں جو دوسری ہمسایہ قوموں نے اپنے حالات اور خیالات کے مطابق اختیار کر رکھے ہیں۔ ہم کو از روئے تجربہ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ تمدنی، اخلاقی اور معاشرتی ترقی کے لحاظ سے ہندوستان کے باشندے ابھی تک اس امر کے قابل نہیں ہیں کہ ان کو اس قسم کے پولیٹیکل حقوق اور اختیارات دیے جائیں جو اعلیٰ درجے کی مہذب اور خود مختار قوموں کو یورپ میں حاصل ہیں کیونکہ جو محدود اختیارات اور حقوق ان کو دیے جا چکے ہیں ان کے استعمال کرنے میں بدقسمتی سے ہمارے تعلیم یافتہ ہم وطنوں کی بعض جماعتوں نے اعتدال، دوراندیشی، مصلحت اور عالی حوصلگی سے کام نہیں لیا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری پولیٹیکل خواہشات ہماری قومی اور شخصی استعداد کی حد تک محدود رہیں اور ان کی تکمیل کے ذرائع اختیار کرنے میں ملکی اور انتظامی دقتوں کا خیال ہر وقت ہمارے پیش نظر رہے۔

یہ اصول مجملاً ان چند اصولوں کے ہیں جن کی بناء پر آل انڈیا مسلم لیگ گزشتہ سال میں قائم کی گئی تھی۔ اور انہی اصولوں کے مطابق اپنی قومی اغراض حاصل کرنے کے لئے اس لیگ کی ایک شاخ اس صوبۂ پنجاب میں ہم کو قائم کرنا ہے۔

لاہور چونکہ اس صوبے کا نہ صرف دارالحکومت بلکہ علمی و تمدنی مرکز ہے اس لئے ایسی شاخ کے قائم کرنے کے لئے اور کوئی شہر لاہور سے زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا۔ اس شہر میں اس سے پہلے بعض ایسی اسلامی انجمنیں موجود ہیں جو کم و بیش کامیابی کے ساتھ بعض خاص خاص اغراض کی تکمیل کر رہی ہیں اور امید ہے کہ کرتی رہیں گی۔ ان سب میں "انجمن اسلامیہ" ایک ایسی انجمن ہے جس نے اپنے وقت میں چند پولیٹیکل معاملات کے متعلق، جن کا اثر پنجاب کے مسلمانوں پر پڑتا تھا، خاص معین حدود کے اندر نہایت عمدہ اور قابل تعریف کام کیا ہے۔ مگر جدید ملکی حالات اور ہماری بعض نو زائیدہ پولیٹیکل ضروریات کے لحاظ سے انجمن اسلامیہ کا کانسٹی ٹیوشن کافی وسیع نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس کے ممبران کے موثر گروہ میں ایک معقول تعداد عہدہ داران سرکاری کی شامل ہے ہم اس کو آل انڈیا لیگ کی شاخ نہیں بنا سکتے۔ نئی ضروریات اور اغراض کی تکمیل نئے ذرائع سے ہونا لازمی ہے۔ اور اس لئے مجبوراً ہم کو اس شاخ کے علیحدہ قائم کرنے کا خیال دامن گیر ہوا ہے۔ اس نئی سوسائٹی کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:

۱۔ مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کرنا اور انہیں ترقی دینا اور مسلمانوں میں محبت قوم و وطن کی روح پھیلانا۔

۲۔ مسلمانان ہندوستان کی ترقی اور بہبود کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ اور دیگر شاخوں سے مل کر کام کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کے درمیان برٹش گورنمنٹ کی نسبت پکی وفاداری کا خیال رکھنا اور بڑھانا۔ ملک معظم کی رعایائے ہندوستان کے متعلق آئین و احکام کی نسبت مسلمانوں کے خیالات کا اظہار کرنا۔

۴۔ مسلمانان ہندوستان کے تمام مختلف فرقوں اور نیز مسلمانوں اور ملک کی غیر مسلم اقوام کے مابین رشتۂ اتحاد و مودت قائم رکھنا اور بڑھانا۔

اس موقع پر ان مقاصد پر تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں صرف اس قدر عرض کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان اغراض کی تکمیل میں اس نئی انجمن نے حسن عقیدت اور نیک نہادی کے ساتھ کوشش کرنا اپنا فرض سمجھا اور کسی حد تک عملاً اس کوشش میں کامیاب ہوئی تو قوم سمجھے گی کہ اس کے کام کرنے میں ہمیں اپنا عزیز وقت اور روپیہ ضائع نہیں کرنا پڑا اور اگر اس کی آئندہ کارروائی سے کوئی عملی نتیجہ مرتب نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ ہم نے بھی بعض دیگر مجلسوں کی طرح اپنے تئیں قابل مضحکہ ثابت کر دکھایا ہے۔ خدا ہم کو کار نیک کی توفیق دے۔[1]

---

[1] متن خطبہ صدارت میاں محمد شاہ دین اجلاس پنجاب ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء
مطبوعہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء



جسٹس شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء

اغراض و مقاصد پنجاب پراونشل مسلم لیگ

اس صوبائی مسلم لیگ (پنجاب) کے اغراض و مقاصد جن کی وضاحت میاں محمد شاہ دین نے اپنے خطبہ صدارت میں بھی کی تھی مناسب ترمیم و اضافہ کے ساتھ وہی تھے جو آل انڈیا مسلم لیگ اپنے اجلاس ڈھاکہ میں منظور کر چکی تھی۔ اور وہی روح تھی جو مرکز میں کار فرما تھی یعنی

۱۔ مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کرنا انہیں ترقی دینا اور مسلمانوں میں محبت قوم و وطن کی روح پھیلانا۔

۲۔ مسلمانان ہندوستان کی ترقی اور بہبودی کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ اور دیگر شاخوں سے مل کر کام کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کے درمیان برٹش گورنمنٹ کی نسبت سچی وفاداری کا خیال رکھنا ملک معظم کی رعایائے ہندوستان کے متعلق قوانین و احکام کی نسبت مسلمانوں کے خیالات کو اظہار کرنا۔

۴۔ مسلمانان ہندوستان کے تمام مختلف فرقوں اور نیز مسلمانوں اور ملک کی غیر مسلم اقوام کے مابین رشتۂ اتحاد و مودت قائم رکھنا اور بڑھانا۔

عہدیداران و انتظامی کابینہ

انتخابات کے بعد صوبائی لیگ کی جو انتظامی شکل وجود میں آئی وہ یہ تھی[1]

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۰۷ء

صدر — خان بہادر میاں محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)

نائب صدر[1] — (۱) نواب محمد علی خان قزلباش رئیس (لاہور)

(۲) حکیم محمد اجمل خان رئیس (دہلی)

(۳) خان بہادر سیٹھ آدم جی صاحب صدر انجمن اسلامیہ و آنریری مجسٹریٹ راولپنڈی

جنرل سیکرٹری — میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا صدر انجمن حمایت اسلام لاہور

جائنٹ سیکرٹریز — (۱) مولوی محبوب عالم ایڈیٹر روزانہ پیسہ اخبار لاہور

(۲) شیخ عبدالعزیز بی۔ اے ایڈیٹر آبزرور لاہور

فنانشل سیکرٹری — شیخ گلاب دین پلیڈر

اسسٹنٹ سیکرٹری — مرزا جلال الدین بیرسٹر ایٹ لاء

مجلس عاملہ:

۱- میاں سراج الدین میونسپل کمشنر
۲- شیخ عمر بخش بی۔ اے پلیڈر
۳- مولوی احمد دین بی۔ اے۔ پلیڈر
۴- چودھری شہاب الدین بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر
۵- خواجہ کمال الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر
۶- شیخ تاج دین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر و میونسپل کمشنر
۷- خواجہ ضیاء الدین پلیڈر

---

[1] نائب صدر منتخب شدہ اجلاس ۲۹ دسمبر ۱۹۱۹



مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں

۸- مولوی محمد انشاء اللہ خان ایڈیٹر "وطن" لاہور

۹- منشی عبدالعزیز مینیجر پیسہ اخبار لاہور

۱۰- میر ناظم حسین ناظم ایڈیٹر ناظم الہند

۱۱- حکیم غلام نبی

۱۲- حکیم محمد شریف

۱۳- خانصاحب غلام جیلانی شمس الاطباء

۱۴- شیخ محمد بخش کنٹریکٹر

۱۵- خواجہ غلام محمد (فیروز پور)

۱۶- مرزا اعجاز حسین بی۔اے۔ ایل ایل بی پلیڈر انبالہ

۱۷- خواجہ احمد شاہ رئیس و میونسپل کمشنر لدھیانہ

۱۸- شیخ محمد نصیب بیرسٹرایٹ لاء (لدھیانہ)

۱۹- شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء (دہلی)

۲۰- شیخ عبدالحق بی۔اے۔ ایل ایل بی۔

قراردادیں

(۱) اس اجلاس میں جو قراردادیں منظور کی گئیں ان میں پہلی قرارداد— آل انڈیا مسلم لیگ کو تسلیم کرتے ہوئے صوبائی لیگ کی اس سے الحاق کے بارے میں تھی۔ یہ قرارداد شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء نے پیش کی کہ یہ جلسہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ضرورت کو پہچانتا ہے۔ اس کے قیام کو مسلمانانِ ہند کے لئے معتبر سمجھتا ہے۔ پنجاب میں اس کی شاخ قائم

کرنے کی اشد ضرورت سے واقف ہو کر پراونشل مسلم لیگ صوبہ پنجاب قائم کرتا ہے۔[1] جس کی محمد عمر وارث مسر، خواجہ گل محمد (فیروز پور) مرزا اعجاز حسین (انبالہ) شیخ تاج الدین لاہور اور میاں غلام جیلانی (لائل پور) نے تائید کی۔ شیخ عبدالقادر نے اپنی قرارداد کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے ارگنائزیشن کے فوائد اور مسلمانوں کو اپنے مفادات کی نگہداشت و تحفظ کی ضرورت پر سخت زور دیا۔[2] اس دوران میاں محمد شاہ دین بوجہ سخت بیماری دفتر چلے گئے اور بقیہ اجلاس کی صدارت شیخ عبدالقادر نے کی۔

اتفاق رائے سے قرار پایا کہ اس لیگ کا نام "پنجاب پراونشل مسلم لیگ" ہو۔[3] بعدہٗ لیگ کے مقاصد پر جو جداجدا کمیٹی نے قرار دیئے تھے بحث ہوئی اور آخر کار وہ منظور ہوئے۔[4]

پھر قواعد و ضوابط جلسہ کے سامنے پیش ہوئے اور ایک سب کمیٹی قائم کی گئی کہ وہ ان قواعد و ضوابط پر غور کر کے دوسرے روز جلسہ کے سامنے پیش کرے۔ کمیٹی کے ممبران حسب ذیل تھے۔[5]

۱۔ شیخ عبدالقادر ۲۔ شیخ عبدالعزیز ۳۔ مولوی محبوب عالم ۴۔ مولوی احمد دین ۵۔ کمال الدین ۶۔ میاں گل محمد ۷۔ غلام محمد ۸۔ مولوی اعجاز حسین ۹۔ سید محمد ۱۰۔ مولوی انشاء اللہ خان ۱۱۔ میاں محمد شفیع۔ اس کے بعد اجلاس اگلے روز کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور شمارہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء [2] ایضاً [3] ایضاً

[4] ایضاً



مولوی محبوب عالم (ایڈیٹر پیسہ اخبار)

جلسہ کی دوسری نشست

اتوار، یکم دسمبر ۱۹۰۷ء کو پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے تاسیسی اجلاس کی دوسری نشست حسب سابق زیر صدارت میاں محمد شاہ دین ہوئی۔ گذشتہ روز قائم شدہ سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی، بحث ہوئی اور مناسب ترمیمات کے ساتھ اس کی سفارشات منظور کر لی گئیں۔[1]

یہ قرار پایا کہ حاضرین جلسہ اس پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے ممبر قرار دئے جائیں جن کے نام رجسٹر ہوئے ان کے علاوہ صوبے کے ہر ضلع کے مزید پچاس اصحاب کے نام بعد میں پیش ہوئے اور وہ درج رجسٹر کئے گئے۔[2]

(۲) میاں محمد شفیع نے مسلمانان پنجاب کے دو انتہائی اہم مسائل کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرانے کے لئے دو قراردادیں پیش کیں۔ پہلی قرارداد میں انہوں نے کہا کہ حکومت نئی اصلاحات کا نفاذ کرنے والی ہے جس پر مسلمانوں کو سخت توجہ دینے کی ضرورت ہے چنانچہ کونسلوں کی اصلاحات کی مجوزہ سکیم کے متعلق مسلمانان پنجاب کی رائے ایک عرضداشت تمہید کر کے حکومت کے پاس بھیجی جائے۔[3] یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی اور ایسی عرضداشت تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کے ارکان حسب ذیل نامزد ہوئے۔[4]

---

[1] ایضاً [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

(۱) میاں محمد شاہ دین (۲) میاں محمد شفیع (۳) خواجہ یوسف شاہ (۴) ظفر (وارث میر) (۵) شیخ غلام احمد (۶) شیخ عمر بخش (۷) مولوی محبوب عالم

(۸) شیخ عبدالعزیز۔

(۳) پنجاب میں ملازمتوں میں مسلمانوں کی حالت قابل رحم تھی۔ مسلمانوں کی آبادی کی اکثریت ہونے کے باوجود ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور عام تعلیم یافتہ مسلمان بیروزگاری کا شکار ہو رہے تھے میاں محمد شفیع نے مسلمانوں کے اس تکلیف دہ اور حق تلف پہلو پر نظر رکھتے ہوئے حاضرین جلسہ کی توجہ مبذول کرائی کہ صوبہ کے مختلف صیغوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے اس لئے قرار پایا کہ ایک وفد اس سلسلہ میں لفٹیننٹ گورنر پنجاب سے ملے اور ملازمتوں میں مسلمانوں کے تناسب کے متعلق ایک عرضداشت پیش کرے۔
اس سلسلہ میں جو کمیٹی تشکیل دی گئی وہ یہ تھی۔[1]

۱۔ میاں محمد شفیع ۲۔ میاں محمد شاہ دین ۳۔ شیخ عمر بخش ۴۔ مولوی الہ دین

۵۔ میاں نظام الدین ۶۔ مولوی انشاء اللہ خاں ۷۔ شیخ عبدالعزیز

۸۔ مولوی محبوب عالم۔

اس سلسلہ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس کے متعلق مسلمان امیدواروں کے نام رجسٹر میں درج کئے جائیں اور مختلف صیغوں میں لائق اور قابل مسلمانوں کو ملازم ہونے میں مدد دی جائے۔[2]

۱؎ ایضاً ۲؎ ایضاً ۳؎ ایضاً (پیسہ اخبار [illegible] ایضاً)



سر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء

کیا اس سے قبل بھی کوئی صوبائی لیگ موجود تھی؟

یہاں یہ ذکر قارئین اور خصوصاً محققین کے لئے یقیناً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے قیام کے وقت ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا چند حضرات نے ایک متوازی صوبائی مسلم لیگ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن چند سربرآوردگان قت کی دانشمندی اور ہوشمندی کی وجہ سے یہ کوشش ناکام ہوگئی۔ مسز عظیم حسین نے اپنے باپ کی سوانحعمری "فضل حسین" میں ایک اور صوبائی مسلم لیگ کے وجود کا ذکر کیا ہے جو بقول ان کے مذکورہ صدر پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے قیام سے قبل قائم تھی[1] لیکن موصوف کے اس بیان کی ان کی اپنی کتاب کے علاوہ کسی اور ذریعے سے تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی تردید پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے قیام سے قبل و بعد میاں محمد شفیع اور نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین کے مابین خط وکتابت اور ہم عصر مؤقر جریدگان سے ہوتی ہے۔

پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے قیام کے فوراً بعد اگلے روز یعنی ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو میاں محمد شفیع بیرسٹرایٹ لاء منتخب سیکرٹری صوبائی لیگ نے سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو مندرجہ ذیل تار کے ذریعہ اطلاع دی[2]

---

[1] عظیم حسین "فضل حسین" (زبان انگریزی) مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۶ء صفحہ [illegible]

[2] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۳۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء

"منجانب میاں محمد شفیع بیرسٹرایٹ لاء جنرل سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ بخدمت نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ امروہہ (دوآبہ)

تار مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء

پراونشل مسلم لیگ قائم ہوگئی ہے جناب کو مبارک ہو۔"

اور وقار الملک مولوی مشتاق حسین نے اس کا جواب برقیے سے دیا[1]

"منجانب نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ بنام میاں محمد شفیع بیرسٹرایٹ لاء لاہور

تار مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء

پنجاب پراونشل مسلم لیگ قائم کرنے پر آپ کو بہت مبارکباد پہنچے"

یہ دونوں برقیے روزنامہ پیسہ اخبار لاہور کی ۳۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں اپنے متن کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔ اور ۳۱ر دسمبر کی اشاعت میں مؤقر روزنامہ اپنے اداریہ میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے جلی عنوان سے رقم طراز ہے کہ:

"اوائل گذشتہ ہفتہ میں اس ناگوار و افسوسناک واقعہ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے باضابطہ قائم ہونے پر بھی اس روز کہ جس دن اس کا افتتاحی جلسہ ہنوز ختم نہ ہوا تھا

---

[1] ایضاً

چند اشخاص نے اس کا نام معلوم کر کے اپنی ایک انجمن کا بھی
یہی نام رکھ لیا اور اشتہار چھاپ کر راتوں رات تقسیم کر دیا اور
پبلک پر یہ ظاہر کیا کہ ان کی انجمن آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف
سے پراونشل مسلم لیگ قرار پا چکی ہے۔ حالانکہ یہ بیان حقیقت
سے کوسوں دور ہے جیسا کہ نواب وقار الملک بہادر سیکرٹری
آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک چٹھی اسمی مسٹر محمد شفیع صاحب
بیرسٹر سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے مندرجہ ذیل
عبارت سے ثابت ہوگا۔ یہ نواب صاحب موصوف کی اصل
رسم الخط میں بجنسہ درج کیا جاتا ہے۔ یہ چٹھی اس امر کا قطعی
فیصلہ کرتی ہے کہ کونسا لیگ درحقیقت آل انڈیا مسلم لیگ
کی پراونشل شاخ ہے۔[1]

امروہہ ۔ ۵ر دسمبر ۱۹۰۷ء

مخدومی و مکرمی میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لاء و سیکرٹری
پنجاب پراونشل مسلم لیگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمی کا گرامی صحیفہ ورود
مشغول فرمایا اور بے انتہا خوشی ہوئی کہ آخر آپ بزرگوں کی
کوشش سے پنجاب پراونشل مسلم لیگ قائم ہو گئی ہے میں تو
حق میں اس کے بارے میں یہ آپ کی خدمت میں عرض

[1] روزنامہ پیسہ اخبار شمارہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء میں یہ خط اپنے عکس کے ساتھ
شائع ہوا ہے۔

کر چکا ہوں اور اب یہ بارے عرض کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں
کہ آپ کے مساعی سے جو شاخ پنجاب میں قائم ہوئی ہے
یہ تمام دوسرے صوبوں میں بھی پراونشل لیگوں کو شائع کرنے
کے لئے باعث تقویت ہوگی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو مضبوط کرے گی
مجھ کو مطلق یاد نہیں کہ میں نے بحیثیت سیکرٹری آل انڈیا
مسلم لیگ اپنی انفرادی حیثیت میں پنجاب کی کسی انجمن کو انڈیا
مسلم لیگ کی شاخ کے طور پر کچھ لکھ پڑھا اور اس کو اس حیثیت
میں تسلیم کیا ہو۔ بہت ضروری ہے کہ جس وقت مجھ کو معلوم ہوا تھا
کہ پنجاب میں دو جداگانہ کوششیں ایک ہی غرض سے ہو رہی ہیں
تو میں نے بعض خطوط لکھے تھے تاکہ حتی الامکان ایک ہو رہیں
بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی ایسی کوشش تھی کہ جس کے
نتیجہ میں پراونشل لیگ قائم ہوئی دوسری کوشش ہمارے مقصد
کے خلاف ہے تو اس کے بعد میں نے دوسرے صاحب کو کوئی
خط نہیں لکھا اور مجھ کو تو یہ کرنے کے بعد بھی یقین نہیں آتا
کہ اس موقع پر ایسا کوئی خط میں نے بھیجا ہو تو اس سے یہ کوئی
یہ مطلب اخذ کرے کہ اس کے پاس بطور پراونشل مسلم لیگ کے
تسلیم کر لی گئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ الخ"

لہٰذا میاں محمد شفیع اور نواب وقار الملک کے درمیان برقیہ تاروں کے
تبادلہ اور خط و کتابت سے روزنامہ کے تبصرے اور نواب وقار الملک کے مذکورہ خط بنام

میاں صاحب موصوف سے بھی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں اس سے قبل کوئی سیاسی جماعت مسلم لیگ کی صوبائی شاخ کے طور پر قائم نہ تھی۔ اور اگر ایسی کوئی جماعت زیر زمین یا ذہنوں میں موجود تھی تو اس کا کوئی قانونی جواز نہ تھا۔ جیسا کہ نواب وقار الملک نے بحیثیت سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ خود ایسی کسی جماعت کی صحت کے تسلیم کرنے کی تردید کی ہے۔ علاوہ ازیں میاں محمد شفیع کی زیر سرکردگی قائم ہونے والی پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے اجلاس کی کارروائی روزنامہ پیسہ اخبار لاہور کے علاوہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے بھی بالتفصیل شائع کی۔[1] اور اس کے متعلق ایک مدلل اداریہ بھی لکھا۔ اس کے علاوہ اخبار وکیل امرتسر، روزنامہ وطن اور ناظم الہند لاہور، سول اینڈ ملٹری گزٹ لدھیانہ، اور تجزو دکن مدراس نے بھی مذکورہ صوبائی لیگ کے احیاء پر اس کے بانیوں کی خدمت کو سراہتے ہوئے اس کے حق میں تائیدی مضامین و تبصرے لکھے۔

چنانچہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ "مسلمانان پنجاب کی واحد نمائندہ سیاسی تنظیم کی حیثیت سے معرض وجود میں آئی اور اس طرح مسلمانان ہند نے اپنے مفادات و حقوق کے تحفظ کیلئے جس سیاسی آرگنائزیشن کے قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا اس میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کو سنگ میل کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس

اسی سال (۱۹۰۷ء) میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس کراچی میں دسمبر کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوا۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کو فخر حاصل تھا

کہ اس مرکزی سالانہ اجلاس میں کسی صوبائی لیگ کی نمائندگی کرنے والا یہ پہلا وفد تھا۔ چنانچہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی مجلس انتظامیہ کا پہلا اجلاس ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوا اور اس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مذکورہ سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے جس وفد کا اعلان کیا گیا وہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا:۔

۱۔ میاں محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لا ۲۔ میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا ۳۔ مولوی محبوب عالم ۴۔ شیخ عبدالعزیز ایڈیٹر ابزرور ۵۔ مرزا جلال الدین بیرسٹر ۶۔ چوہدری شہاب الدین پلیڈر ۷۔ شیخ محمد بخش جنرل کنٹریکٹر ۸۔ شیخ تاج دین پلیڈر ۹۔ احمد دین پلیڈر ۱۰۔ منشی عبدالعزیز مینجر پیسہ اخبار ۱۱۔ حکیم غلام نبی ۱۲۔ حکیم محمد شریف ۱۳۔ مرزا اسلم بیگ ۱۴۔ میاں نظام الدین بیرسٹر ۱۵۔ میاں دین محمد رئیس باغبانپورہ ۱۶۔ حق نواز بیرسٹر ۱۷۔ ڈاکٹر غلام جیلانی ۱۸۔ خان بہادر سیٹھ آدم جی آنریری مجسٹریٹ راولپنڈی ۱۹۔ مرزا اعجاز حسین انبالوی ۲۰۔ خواجہ گل محمد ۲۱۔ شیخ عبدالقادر بیرسٹر (دہلی) ۲۲۔ خواجہ یوسف شاہ (امرتسر) ۲۳۔ شیخ عبدالحق پلیڈر (ملتان) ۲۴۔ سید میر حسن (ملتان) ۲۵۔ نعمان عبدالقادر (ملتان)

آل انڈیا مسلم لیگ کا مذکورہ صدر اجلاس مجوزہ پروگرام کے مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کو کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آفس ریکارڈ[2] کے مطابق ۷۰ ڈیلیگیٹس نے شرکت کی جن میں سے آٹھ ڈیلیگیٹ

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ء

[2] یہ ریکارڈ کراچی یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔

پنجاب کی نمائندگان تھے اور جن کے نام یہ ہیں:[۲۷]

۱۔ میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)
۲۔ مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)
۳۔ عبدالعزیز روزنامہ "پیسہ اخبار" (لاہور)
۴۔ خان بہادر خواجہ یوسف شاہ (امرتسر)
۵۔ خان بہادر شیخ غلام صادق (امرتسر)
۶۔ خان بہادر مولوی محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)
۷۔ شیخ عبدالقادر بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء (دہلی)
۸۔ مسٹر حسام الدین بیرسٹر ایٹ لاء (لاہور)

اس اجلاس میں کوئی خاص اہم بات نہ ہوئی بہرحال اس سے مسلم لیگ کی باقاعدہ سلسلہ نشست کا آغاز ضرور ہوا ہے۔[۲۸]

آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا اجلاس ۱۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو علیگڑھ میں میاں محمد شاہ دین جو پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے صدر رہ چکے کی صدارت میں ہوا۔ چونکہ یہ اجلاس مسلم لیگ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا اور خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس اجلاس کو آئینی اجلاس کی حیثیت حاصل ہے کہ اس میں مسلم لیگ کا باقاعدہ آئین منظور ہوا اور انتخابی ادارے

---

[۲۷] ایضاً

[۲۸] حسین بشیر محمد: جسٹس شاہ دین (سوانح انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء طبع اول

[۲۹] سید حسن ریاض: پاکستان ناگزیر تھا مطبوعہ کراچی یونیورسٹی پریس ۱۹۷۰ء طبع اول

قائم ہوئی ہیں جو صوبوں سے منتخب شدہ ارکان پر مشتمل تھی۔ ہز ہائینس سر آغا خان آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر اور میجر حسین بلگرامی سیکرٹری منتخب ہوگئے۔[۳۰]

اس اجلاس میں یہ فیصلہ کہ تمام صوبوں میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں گی[۳۱] اور پنجاب پراونشل مسلم لیگ پہلے ہی قائم ہو چکی تھی مرکزی لیگ (آل انڈیا مسلم لیگ) سے اس کا الحاق کیا گیا۔[۳۲]

"مسلمانوں کا روشن مستقبل" کے فاضل مصنف سید طفیل احمد منگلوری نے اپنی مذکورہ صدر تصنیف میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس علیگڑھ (مارچ ۱۹۰۸ء) کے بارے میں لکھا ہے کہ اس اجلاس میں خاص بات یہ ہوئی کہ ایک سال کے اندر ہی صوبہ پنجاب میں دو لیگیں قائم ہو گئیں ایک (سر) محمد شفیع مرحوم کی اور دوسری (سر) فضل حسین مرحوم کی۔ علیگڑھ کے اجلاس میں یہ دونوں لیگیں ملحق کی گئیں۔[۳۳]

لیکن مسٹر عظیم حسین کا بیان ہے کہ ۱۹۰۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی میں میاں محمد شفیع اور مسٹر فضل حسین اپنی اپنی صوبائی تنظیموں کے الحاق کے لئے رجوع ہوئے۔ میاں محمد شفیع اس سلسلہ میں پہلے سے عہدہ رکھتے ہوئے اپنے ساتھ اپنی تنظیم کے حامیوں کا ایک جمعیت

---

[۳۰] ایضاً [۳۱] ایضاً [۳۲] ایضاً

[۳۳] سید طفیل احمد: مسلمانوں کا روشن مستقبل مطبوعہ بدایوں ۱۹۴۰ء تیسرا ایڈیشن صفحہ ۲۹۴

[۳۴] عظیم حسین: فضل حسین (سوانح انگریزی) مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۶ء صفحہ ۹۰

بڑا دفعا سے کر گئے اور کراچی میں انہیں راجہ غلام حسین کا قابل قدر تعاون حاصل ہوا۔ دوسری طرف مسٹر فضل حسین کسی قسم کا اندیشہ نہ رکھتے ہوئے اپنے ساتھ اپنے صرف چند ایک پیروکاروں کو لے کر پہنچے۔ اور بحث کے دوران میں جو وہاں ہوئی انہیں مولانا محمد علی اور بعد میں سر علی امام کی تائید حاصل ہوئی۔[1] مسٹر عظیم حسین لکھتے ہیں:[2] جب اجلاس ترقی پر تھا تو مسٹر فضل حسین نے اپنے ذاتی مفادات کی قیمت پر اپنے دعاوی واپس لینے کا فیصلہ کر لیا اس لئے کہ وہ پنجاب کے مسلمانوں میں نا اتفاقی کا بیج بونے کے لئے بے قرار تھے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنی تنظیم کو ختم کرنے کی رضامندی ظاہر کی اور پنجاب پراونشل مسلم لیگ جس کے میاں محمد شاہ دین وہ بعد مجلس منتخب صدر اور میاں محمد شفیع جنرل سیکرٹری تھے۔ کے جوائنٹ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرنے کی رائے ظاہر کی۔ مسٹر عظیم حسین مزید لکھتے ہیں:

"فضل حسین نے بہر حال صوبائی مسلم لیگ کی اس نئی الحاق شدہ تنظیم میں سرگرم حصہ لینے (Active Participation) سے احتراز کیا۔ اور میاں محمد شفیع ۱۹۱۶ تک اس کے سربراہ رہے۔[3] عظیم حسین اس صورت حال پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ بہر حال حقیقت ہے کہ آئندہ اصلاحات میں مسلم مفادات کے سلسلہ میں جدوجہد کا سب سے زیادہ حصہ میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین کی کوششوں اور مساعی کا نتیجہ ہے۔"[4]

---

[1] ایضاً [2] ایضاً [3] ایضاً۔

[4] عظیم حسین "فضل حسین" (زبان انگریزی) مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۶ء ص ۹۵۔

ان ہر دو حضرات (سید لطیف اور عظیم حسین) کے بیانات کو جو بھی حیثیت دی جائے لیکن مختلف واقعات اور وضاحتوں سے یہ حقیقت ضرور سامنے آتی ہے کہ پنجاب میں پراونشل مسلم لیگ کے قیام کے وقت اس کی مخالفت پیدا ہوئی تھی۔ لیکن مسلم زعماء میں میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین اور فضل حسین کو نمایاں مقام حاصل ہے اور مسلم عوام کے لئے ان کی مخلصانہ مساعی و جدوجہد کی وجہ سے پبلک میں انہیں جو مقام حاصل ہو چکا تھا اس کی وجہ سے اس وقتی ناخوشگوار صورت حال پر جلد ہی قابو پا لیا گیا۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ انتشار اور تفرقہ بندی سے نکل کر ایک صوبائی لیگ کی حیثیت سے کام کرنے لگی۔ اور مسلمانان پنجاب کی سیاسی شیرازہ بندی آل انڈیا مسلم لیگ میں اہم اور نمایاں کردار کا باعث ثابت ہوئی۔

مسلمانانِ برصغیر کی گذارشات

(۱۹۰۶ء)

یہ سپاسنامہ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند لارڈ منٹو کو مسلمانانِ ہند کے ایک وفد کی جانب سے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو شملہ میں پیش کیا گیا

"والاقدرا

ہمیں اپنی معروضات پیش کرنے کی جو اجازت مرحمت ہوئی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم زیر دستخطی عمائدین، جاگیرداران، تعلقہ داران، وکلاء، زمینداران، سوداگران اور ملک کے مختلف گوشوں میں آباد ملک معظم کی مسلمان رعایا کے دیگر نمائندگان نہایت ادب و احترام سے حسب ذیل معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور ملتجی ہیں کہ ان پر ہمدردانہ غور فرمایا جائے۔

ہمیں ان بے پایاں فوائد اور لاانتہا منفعتوں کا احساس ہے جو ملک ہند کے مختلف مذاہب اور نسلوں سے تعلق رکھنے والی کروڑوں رعایا کو برطانوی راج سے حاصل ہیں۔

عہد انگلشیہ میں ملک کو امن و آشتی، ذاتی آزادی اور مذہب و دین کی جو آزادی میسر ہوئی ہے ہم اس کے لئے از حد شکر گزار ہیں۔ حکومت کی پالیسی

خیال کے باعث ہمیں پوری توقع ہے کہ جو مفاد ہمیں حاصل ہوئے ہیں ان میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور ملک ہند مستقبل میں اقوام عالم کی صف میں ایک اہم حیثیت و وقار حاصل کرے گا۔

ہندوستان میں برطانوی حکمت عملی کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ ملک کے مفادات سے متعلق جو خواہشات اور آراء ملک کے عوام کی جانب سے پیش کی گئی ہیں ان پر خاطر خواہ توجہ دی گئی اور اس ضمن میں نسل اور مذاہب کے فرق کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور ہندوستان کی ترقی کے باب میں یہ اہم مرکزی نکتہ فراموش نہیں کیا گیا۔

مسلمانوں کے مطالبات:

رعایائے ہند کے مختلف اہم طبقات کے با اثر افراد سے خاموشی اور مشفقانہ طریق کے ساتھ مشاورت کر کے کام کی ابتداء کی گئی پھر اس اصول کو آگے بڑھایا گیا کہ ملک کی مسلمہ سیاسی جماعتوں یا دوسرے با اثر اداروں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ حکام کے سامنے اپنے تاثرات پیش کریں۔ اگر اعتراضات و نکتہ چینی ہو تو اس پر غور کیا جائے اور عوامی اہمیت کے حامل اقدامات پر توجہ دی جائے اور آخر الامر میونسپلٹیوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور ملک کے قانون ساز اداروں میں عوام کے نمائندوں اور نامزدگی کے ذریعے قابل افراد کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ حکومت تک اپنی آواز پہنچا سکیں۔ جیسا معلوم ہوا ہے کہ والا قدر نے جو کمیٹی قائم کی ہے وہ اس امر کا بغور مطالعہ کرے گی کہ اس کام کو زیادہ اور کیا ترویج دی جا سکتی ہے۔ اب جبکہ نمائندگی میں اضافے کی تحریک کی گئی

ہے اس لئے خصوصی طور پر ہم اس ضمن میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں تاکہ نمائندگی میں جیسی بھی مناسب تبدیلی کی تجویز اب بھی زیر نظر ہے کہ ہمارے طبقے کے مفاد پر جو چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں ان کو زیر غور لایا جائے۔ ان امور کے پیش نظر ہی ہم اس موقع پر والا قدر کی خدمت میں یہ معروضات پیش کرتے ہیں۔

قدیم روایات:

۱۹۰۱ء میں جو مردم شماری ہوئی ہے اس کے مطابق ملک معظم کی رعایائے ہند میں مسلمانوں کی تعداد ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ سے بھی زیادہ ہے یعنی سمجھئے کہ یہ تعداد کل آبادی کے چوتھے اور پانچویں حصے کے درمیان ہے۔ رعایائے ہند میں ایسے عناصر بھی شامل ہیں جو مظاہر فطرت کو مانتے ہیں یا پھر چھوٹے چھوٹے مذاہب کے دائرے میں آتے ہیں اور انہیں بھی اس مردم شماری میں گنا گیا ہے اور ایسے طبقے بھی شامل کئے گئے ہیں جو عام طور پر ہندو کہلاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہندو قطعی نہیں ہیں۔ اگر ان سب کو کل آبادی میں سے گھٹا دیا جائے تو ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کا تناسب بہت بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر نمائندگی کے طریقے کو بڑھانا یا محدود کرنا مقصود ہو تو ایک ایسا طبقہ آبادی، جو روس کو چھوڑ کر باقی سبھی درجۂ اول کی یورپین طاقتوں سے تعداد میں زیادہ ہے، اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اسے مملکت میں ایک اہم عنصر کے طور پر کافی نمائندگی حاصل ہو۔

ہم والا قدر کی اجازت سے اس ضمن میں مزید اضافے کے طور پر کچھ عرض

کیا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نمائندگی کا جو بھی طریقہ ہو خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اور ان کی حیثیت و قدر پر جو امر بھی پرتو ڈالتا ہو اس کے ضمن میں صرف گنتی ہی درخور اعتنا نہ ہو بلکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کی سیاسی اہمیت کیا ہے اور مملکت کے دفاع میں ان کی قوت کیا ہے اور صرف سو سال پہلے انہیں برصغیر ہند پر کتنی زبردست اہمیت حاصل تھی کیونکہ قدرتی طور پر یہ قدیم روایات ایسی نہیں ہیں کہ ان کے ذہنوں سے محو ہو گئی ہوں۔

ملک کے حکمرانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں احساس عدل ہے اور وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ مسلمانان ہند ہمیشہ ان پر بھروسہ کرتے آئے ہیں اسی لئے انہوں نے اپنے مطالبات کے سلسلے میں کبھی ایسے ناروا طریقے استعمال نہیں کئے جو پریشان کن ہوں بلکہ ہم قلب ہماری خواہش یہ ہے کہ مسلمانان ہند کو جو علمی اور تاریخی روایات ورثے میں ملی ہیں ان سے وہ گراں قدر ہیں مگر حال میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں انہوں نے جذبات کو ابھارا ہے، بالخصوص نوجوان مسلمانوں میں جو کیفیت پیدا ہو رہی ہے ہو سکتا ہے وہ بعض مواقع پر اور بعض حالات میں ایسی حد سے متجاوز ہو جائے اور اس کا بھی امکان قوی ہے کہ صورت حال تحمل و بردباری اور شائستہ رہنمائی کی گرفت سے باہر ہو جائے۔

ان امور کے پیش نظر ہم یہاں چند معروضات پیش کرتے ہیں۔ وہ جناب والا کی توجہ خاص کی مستحق ٹھہریں گی۔ ہمیں ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعت کثیر آبادی کا نقطۂ نظر سمجھنا چاہئے اور یہ ان ہی کے خیالات و احساسات

ہیں جن پر کامل غور و خوض کرنے کے بعد یہاں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

یورپی طرز نمائندگی:

ہمیں توقع ہے کہ والا قدر معاف فرمائیں گے۔ اگر ہم یہاں یہ عرض کریں کہ یورپی طرز کا طریق نمائندگی جس کے عوام الناس کے لئے ایک نئی بات ہے۔ ہندوستان میں جو معاشی، مذہبی اور سیاسی حالات موجود ہیں ان سے یہ جب تک پوری طرح ہم آہنگ نہ ہوں اس وقت تک کارآمد نتائج برآمد نہیں کر سکے گی۔ ہم مسلمانوں کے اہل فکر و دانش درحقیقت یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کے لئے بڑی سوجھ بوجھ، دور بینی اور احتیاط کی ضرورت ہوگی اور اگر یہ عزم و احتیاط اور غور و خوض نہ کی گئی تو یہ اندیشہ محسوس کیا جاتا ہے کہ دوسری برادریوں کے علاوہ ہمارے قومی مفادات ایک غیر ہمدرد اکثریت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔

ہمارے حکمرانوں نے اپنی عظیم روایات اور سیاسی بصیرت و تجربے سے یہ بات ضروری سمجھی ہے کہ انتظام و انصرام ملکی کے لئے عوام کے نمائندوں کو ملک کی حکومت میں زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ ہم مسلمانان ہند اگر اپنے قومی مفادات کے ساتھ عدل کیا چاہتے ہیں تو اب زیادہ عرصے تک ان حالات سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتے جو حکومت کی ان پالیسیوں کے باعث پیدا ہو چکے ہیں ہم کو اس بات کا اعتراف ہے اور تسلیم کرنا بھی حق ہے کہ مسلمانوں کو جو نمائندگی ملی ہے وہ والا قدر کے احساس عدل و حسن عمل نیز آپ کے لائق ستائش پیشرو اور دوسرے گورنروں کے مربیانہ رویوں کی بدولت

تھی کیونکہ قانون ساز ایوانوں کے لئے انہوں نے ہی جا انتخاب یہ نامزدگیاں کی تھیں۔ مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس طرح جو بھی نمائندگی دی گئی ہے وہ ہماری ضروریات کے لئے بہت ہی ناکافی رہی ہے اور جو نمائندے ان ایوانوں میں بھیجے گئے ان کو ہمیشہ اس نظر سے نہیں دیکھا گیا کہ یہ لوگ جن کی نمائندگی کرنے کے لئے منتخب کئے گئے تھے وہ لوگ بھی انہیں اپنا نمائندہ سمجھتے تھے یا نہیں۔ شاید موجودہ حالات میں یہ صورت حال ناگزیر بھی تھی کیونکہ وائسرائے اور والی گورنمنٹ جتنی نامزدگیاں کر سکتی ہیں ان کی تعداد نہایت ہی محدود ہے۔ علاوہ ازیں عوامی انتخاب کا صحیح و قابل اعتماد نتیجہ معلوم کرنے کے لئے کوئی وسیلہ موجود نہ ہونے کے باعث صحیح معنوں میں عوام کے نمائندے چننے کا مسئلہ اتنا آسان بھی نہ تھا۔

انتخاب کے نتائج:

جہاں تک انتخاب کا تعلق ہے یہ امکان بڑا بعید ہے کہ اس وقت انتخابی ادارے جس طرح تشکیل پذیر ہیں ان کی طرف سے کبھی بھی کسی مسلمان امیدوار کا نام حکومت کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا، الا یہ کہ وہ شخص تمام اہم معاملات میں اکثریت کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہو۔ ہم از روئے انصاف اس بات میں بھی کوئی عیب نہیں دیکھتے کہ ہمارے دیگر غیر مسلم افراد رعایا کو اپنی تعداد کا فائدہ پہنچے اور وہ اس طاقت سے پورا فائدہ اٹھائیں اور اپنی ہی قوم والوں کو رائے دیں یا ایسے حضرات کو جو ہندو رہنما ہوں گو توقع یہ ہو کہ وہ ہندو اکثریت کے ساتھ ووٹ دیں گے اور اپنے تئیں انتخاب کیلئے

انہیں ہندو اکثریت کی خوشنودی پر بھروسہ کرنا ہی ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے بہت سے مفادات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ہندو ہم وطنوں کے اور ہمیں اس بات سے بھی ایک گونہ طمانیت ہوگی کہ قانون ساز ایوانوں میں ایسے حضرات آئیں خواہ وہ کسی بھی قوم کے ہوں، جو ایسے مفادات کا کما حقہ تحفظ کر سکیں اور ان کے مؤید ہوں۔

ایک علیحدہ قوم:

مگر پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں جن کے اپنے جداگانہ مفادات ہیں جن میں دوسروں کے ساتھ کوئی شرکت نہیں اور ہمیں یہ شکایت ہے کہ ہماری مناسب و معقول نمائندگی کا حق ادا نہیں ہوا ہے حتیٰ کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہ لحاظ آبادی اکثریت میں ہے وہاں بھی ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے گویا وہ ناقابل لحاظ سیاسی عنصر ہیں اور بے دریغ ان کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ یہ صورت حال کچھ حد تک پنجاب میں مگر بہت زیادہ حد تک سندھ اور مشرقی بنگال میں رہی ہے۔

اس سے قبل کہ نمائندگان کے انتخاب کے سلسلے میں ہم اپنے خیالات پیش کریں، ہم ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کسی قوم کی سیاسی اہمیت بڑی حد تک بڑھ سکتی ہے یا کمزور ہو جاتی ہے اس امر سے کہ اس قوم کو مناصب سرکاری میں کس قدر مرتبہ حاصل ہے۔ اگر انہیں مناسب نمائندگی حاصل نہ ہو جیسا کہ بدقسمتی سے مسلمانوں کے ساتھ معاملہ ہے تو اس طرح ان کا اثر اور وقار بری طرح مجروح ہوتا ہے۔ حالانکہ انصاف

کی رو سے ان کا حق ہے۔

سرکاری ملازمتوں میں حصّہ:

ہم حکومت سے ملتجی ہیں کہ وہ ازراہِ کرم اس بات کا اہتمام کرے کہ ہندوستان کے تمام صوبوں کی ملازمتوں میں خواہ وہ گزیٹیڈ ہوں یا ماتحت ملازمتیں ہوں یا اہلکاران سرکاری کے درجے کی ہوں مسلمانوں کو مناسب حصّہ دیا جائے گا۔ بعض صوبوں میں اس عنوان کے احکام کبھی کبھار جاری بھی ہوئے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ بیشتر حالتوں میں ان پر خاطر خواہ عمل نہیں ہوا۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ مناسب تعلیم یافتہ مسلمان میسر ہی نہیں آتے۔ کسی وقت میں یہ حیلہ شاید کچھ وزن رکھتا ہو مگر اب تو یہ قطعی درخورِ اعتنا نہیں ہے اور واقعہ۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ مناسب تعلیم یافتہ مسلمانوں کی تعداد ضرورت کے مطابق بہر وجوہ موجود ہے۔

مقابلے کا عنصر:

ہرچند کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی تعداد کہیں بڑھ چکی ہے مگر کچھ ایسا رجحان برابر نظر آرہا ہے کہ انہیں یہ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے کہ ان سے بہتر تعلیمی قابلیت کے لوگ مل جاتے ہیں اس لئے قابلِ ترجیح ہیں۔ اس بات نے گویا مقابلہ آرائی کو اپنی انتہائی زشت صورت میں پیش کر دیا ہے اور ہمیں واقعہ یہ کہنے کی اجازت دیں کہ اس طرح صرف ایک قوم کے ہاتھ میں سارا سرکاری اثر و رسوخ کھنچ کر آگیا ہے۔ اس ضمن میں عرض کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ تحریکِ تعلیم کے شروع ہی سے مسلمان ماہرینِ تعلیم نے اس بات

کی کوشش کی ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں صحیح کردار کی تشکیل کا پہلو نمایاں رہے اور ہم یہ سوچنے کی جسارت کرتے ہیں کہ یہ جوہر اس سے کہیں زیادہ بیش بہا ہے کہ سرکاری نوکری میں محض دماغی تیزی طراری کو ہی زیادہ اہمیت نہ ہونا چاہیئے۔

مسلمان اور حاکمانِ عدالت:

ہمیں یہ عرض کرنے کی بھی اجازت دیجئے کہ ہندوستان کے تمام حصوں میں مسلمانوں کو اس بات کی بڑی شکایت ہے کہ عدالت ہائے عالیہ اور چیف کورٹوں میں مسلمان جج زیادہ تو درکنار مساوی مقرر نہیں کئے جاتے۔ جب سے کہ یہ عدالتیں وجود میں آئی ہیں ان پر ابھی تک صرف تین مسلمان قانون دانوں کو یہ شرف بخشا گیا ہے۔ مگر انہوں نے وکلاء کی صف سے نکل کر اسی مسند پر بیٹھ کر اپنی قابلیت کا سکہ منوا لیا ہے۔ مثلاً اس وقت کیفیت یہ ہے کہ ان کورٹوں میں ایک بھی جج مسلمان نہیں ہے اور ادھر کلکتہ ہائی کورٹ میں تین جج ہندو ہیں حالانکہ آبادی کا بیشتر حصہ مسلمان ہے۔ پنجاب میں بھی دو ہندو جج ان عہدوں پر فائز ہیں گو کہ آبادی میں وہاں بھی مسلمان ہی کثرت میں ہیں۔ اس لئے اگر ہم یہ درخواست کریں تو کوئی بیجا بات نہ ہوگی کہ ہائی کورٹوں اور چیف کورٹوں میں سے ہر ایک میں ایک مسلمان جج ضرور مقرر کیا جائے۔ مسلمان قانون دانوں میں ایسے بہت سے افراد موجود ہیں جو اس منصب کا پورا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر کسی ایک صوبے میں نہ ہوں تو دوسرے صوبے میں ضرور مل جاتے ہیں۔ ہم

مزید بیٹھنے کی بھی اجازت چاہتے ہیں کہ اگر ان بورڈوں میں مسلمانوں کی نمائندگی موجود ہوتی ہے مسلم شریعت کے قوانین کا علم ہوگا تو وہ بھی عدل و قانون کے انصرام میں بڑا اہم عنصر ثابت ہوگا۔

میونسپلٹیوں میں نمائندگی:

میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اہم مقامی امور کا انصرام سپرد ہوتا ہے اور بڑی حد تک انہیں آبادی کے آرام ان کی صحت اور تعلیمی ضروریات کے علاوہ بعض اوقات مذہبی امور کا بھی بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں اہم امور مملکت پر توجہ دینے سے پہلے ہم ذرا سی توجہ ادھر بھی دلانا چاہتے ہیں۔ میونسپلٹیوں میں بھی مسلمانوں کی نمائندگی کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہ ادارے اس لئے تشکیل کئے گئے تھے کہ انہیں مقامی انتظام حکومت کی پہلی سیڑھی بنایا جائے کیونکہ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جہاں لوگوں کو مناسب نمائندگی کے اصول کا اولین و قریب ترین احساس ہوتا ہے۔ مگر مسلمانوں کو جو نمائندگی ان اداروں میں دی جاتی ہے اس کے لئے فی الوقت کوئی ایسا شافی اصول نہیں معلوم ہوتا جس کو علی العموم کام میں لایا جا سکے۔ اس لئے ہر علاقہ میں ایک مختلف طریقہ جاری ہے۔ مثلاً علی گڑھ میونسپلٹی کو لیجئے۔ یہ چھ حلقوں میں منقسم ہے۔ ہر حلقہ سے ایک مسلمان اور ایک ہندو کمشنر آتا ہے اور ہمیں علم ہوا ہے کہ پنجاب اور دوسری جگہوں پر بھی اکثر یہی اصول کارفرما ہے۔ مگر بیشتر مقامات پر مسلمان ٹیکس دہندگان کو مناسب نمائندگی کا حق نہیں ہے۔ اس لئے بصد ادب ہم ملتمس ہیں کہ ہر حلقے کے

مقامی حکام کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ ہر میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں بیٹھنے والے ہندو اور مسلمان افراد کی تعداد کا اعلان کریں اور آبادی کے تناسب، سماجی حیثیت اور مقامی اثر و رسوخ اور ہر قوم کی جداگانہ ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے نشستوں کا تعین کیا جائے اور حتماً کیا جائے۔ ہم یہ تجویز کریں گے کہ جیسا پنجاب کے اکثر شہروں میں ہوتا ہے ہر قوم الگ الگ اپنے ہی نمائندے بھیجا کرے۔

صوبائی مجالس کے لئے نامزدگیاں:

اب ہم ملک کے قانون ساز اداروں میں نمائندگی کے مسئلے کی طرف آتے ہیں۔ سب سے پہلے صوبائی کونسلوں کو لیجئے۔ ہم بصد ادب یہ تجویز پیش کریں گے کہ جس طرح میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں نمائندگی کے تناسب کا اعلان کیا جائے اسی طرح صوبائی قانون ساز اداروں کے لئے بھی کیا جائے اور اس ضمن میں جن اہم نکات کی طرف ہم نے اس سپاسنامے کے پیراگراف میں اشارہ کیا ہے ان کو زیر نظر رکھا جائے اور یہ کہ اہم مسلمان زمیندار، قانون داں حضرات، اہل تجارت اور اہم مسلمان مفادات کو نمائندگی دی جائے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپلٹیوں کے مسلمان اراکین اور یونیورسٹیوں کے ایسے مسلمان گریجویٹوں کو بھی نمائندگی دی جائے جن کو کچھ اہمیت حاصل ہو مثلاً پانچ سال۔ ان کو ایک انتخابی حلقہ قرار دے دیا جائے اور والا قدر کی حکومت اس ضمن میں ایسے ضابطہ کار کا اعلان کرے جس پر عمل کرتے ہوئے اراکین کی تعداد کا

تعین کر دیا جائے۔

یونیورسٹیوں کے فیلوز:

ہماری تجویز ہے کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں کے سیناٹوں اور سنڈیکیٹوں میں بھی اسی طریقہ پر عمل کیا جائے یعنی یہ کہ جہاں تک ممکن ہو ان اداروں میں بھی مسلمانوں کی نیابت کا خیال رکھتے ہوئے مناسب تعداد کا حتمی طور پر تعین کیا جائے۔

وائسرائے کی کونسل:

جہاں تک امپیریل مجلس قانون ساز کا تعلق ہے اس کے بارے میں یہ امر بدیہی ہے کہ اس کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ اس لئے معروضہ پیش ہے کہ: (۱) مسلمانوں کے لئے نیابت کا حق اور نمائندگی افرادی تعداد کے لحاظ سے متعین کیا جائے اور جو بھی نمائندگی دی جائے وہ ایسی نہ ہو جو مسلمانوں کو ایک غیر مؤثر اقلیت بنا دے۔ (۲) جہاں تک ممکن ہو نامزدگی کی بجائے انتخاب کو قابل ترجیح سمجھا جائے (۳) مسلمان اراکین کو منتخب کرتے وقت مسلمان زمینداروں، وکلاء، اہل تجارت کے مفاد کا لحاظ رکھا جائے نیز دوسرے مفادات کا بھی جن کی حیثیت و اہمیت کا تعین اس طریق کار کے مطابق کیا جائے جو جناب والا کی حکومت اس ضمن میں طے کرے، (۴) صوبائی مجالس قانون ساز کے مسلمان اراکین، یونیورسٹیوں کے مسلمان فیلوز کو بھی انتخاب کرنے کا استحقاق دیا جائے اور اس کے لئے ایسے قواعد و ضوابط عمل میں لائے جائیں جو جناب والا کی حکومت اس باب میں طے کرے۔

ایگزیکٹیو کونسل:

ادھر کچھ عرصے سے یہ خیال جڑ پکڑتا جا رہا ہے کہ وائسرائے کی ایگزیکٹیو کونسل میں ایک یا زیادہ ہندوستانی ارکان شامل کئے جائیں مگر اس قسم کی تقرری عمل میں آئے تو ہم یہ التماس کریں گے کہ مسلمانوں کی نمائندگی کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ ہم یہ کہنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ ایسے باوقار ایوان کے لئے ایک سے زیادہ نہایت لائق و وقیع مسلمان ارکان بخوبی مل سکتے ہیں جو اپنے وجود کے باعث اس ایوان کی زینت ہوں گے۔

ایک مسلم یونیورسٹی:

اب ہم جناب والا کی خدمت میں ایک ایسے امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا ہماری قومی فلاح سے بہت ہی قریبی تعلق ہے۔ ہمیں اس بات کا گہرا احساس ہے کہ بطور ایک اہم قوم کے ہماری امنگوں اور مستقبل کی ترقی کے لئے یہ بڑا ضروری ہے کہ ہماری ایک اپنی مسلم یونیورسٹی قائم ہو جو ہماری دینی اور ثقافتی زندگی کا مرکز ہو۔ اس لئے ہم جناب والا سے بصد ادب ملتمس ہیں کہ آپ مسلمانان ہند کی اس آرزو کی تکمیل کے باب میں ان کی مدد فرمائیں، کیونکہ اس تجویز کا ان کے مفادات سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

آخر میں ہم جناب والا کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اس سپاسنامے میں ہماری جانب سے جن امور و نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اگر والا قدر نے ملک معظم کی رعایا کے ایک طبقے یعنی مسلمانوں کو ان کی جدوجہد میں اعانت فرمائی، تو وہ دراصل مسائل و معاملات مملکت کے حل کی طرف

ایک قدم ہوگا اور اس طرح ان کی غیر متزلزل وفاکیشی کو استحکام حاصل ہوگا جو انہیں تاج برطانیہ سے ہے اور اسی طرح ان کی سیاسی ترقی اور قومی خوشحالی کو بھی مہمیز ملے گی اور آئندہ نسلوں کے دلوں میں آپ کا نام نامی ہمیشہ ہمیشہ ایک یادگار کی طرح ثبت رہے گا۔ ہمیں اس بات کا بھی یقین واثق ہے کہ جناب والا ہماری ان معروضات پر توجہ خاص صرف فرمائیں گے۔

ہم ہیں والا قدر کے نہایت وفادار و ناچیز خدمت گزار ۔

شرکت کنندگان شملہ مسلم وفد

١- ہز ہائینس آغا سر سلطان محمد شاہ آغا خان۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ بمبئی
٢- شہزادہ بختیار شاہ۔ او۔ آئی۔ ای۔ ہیڈ آف میسور فیملی کلکتہ
٣- آنریبل ملک عمر حیات خاں۔ سی۔ آئی۔ ای لفٹیننٹ اوان پرنس آف ویلز اونز لانسرز شاہ پور (پنجاب)
٤- آنریبل مولوی شرف الدین بار ایٹ لاء پٹنہ
٥- خان بہادر سید نواب علی چودھری۔ مین سنگھ (ایسٹ بنگال)
٦- نواب بہادر سید امیر حسن خان۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کلکتہ۔
٧- نصیر حسین خان خیال کلکتہ
٨- خان بہادر مرزا شجاعت علی بیگ۔ برٹش کونسل جنرل مرشد آباد کلکتہ (بنگال)
٩- سید علی امام بار ایٹ لاء پٹنہ (بہار)
١٠- نواب سرفراز حسین خان پٹنہ (بہار)

١١- خان بہادر محمد علی الدین خاں۔ ولیعہد خوار۔ آف کرناٹک فیملی (مدراس)
١٢- مولوی رفیع الدین احمد بار ایٹ لاء (بمبئی)
١٣- ابراہیم بھائی آدم جی پیر بھائی۔ جنرل مرچنٹ (بمبئی)
١٤- مسٹر عبدالرحیم بار ایٹ لاء (کلکتہ)
١٥- سید اللہ داد شاہ۔ سپیشل مجسٹریٹ و نائب صدر زمیندار ایسوسی ایشن خیرپور (سندھ)
١٦- مولانا ایچ۔ ایم۔ ملک ہیڈ آف مہدی باغ بوہرز ناگپور (سی پی)
١٧- مشیر الدولہ ممتاز الملک خان بہادر خلیفہ سید محمد حسین ممبر آف سٹیٹ کونسل آف پٹیالہ (پنجاب)
١٨- خان بہادر کرنل عبدالماجد خان وزیر خارجہ پٹیالہ (پنجاب)
١٩- خان بہادر خواجہ یوسف شاہ آنریری مجسٹریٹ امرتسر (پنجاب)
٢٠- میاں محمد شفیع۔ بار ایٹ لاء۔ لاہور (پنجاب)
٢١- شیخ غلام صادق امرتسر (پنجاب)
٢٢- حکیم محمد اجمل خان دہلی (پنجاب)
٢٣- منشی احتشام علی زمیندار و رئیس کاکوری (اودھ)
٢٤- سید نبی اللہ بار ایٹ لاء۔ رئیس کڑہ (ضلع الہ آباد)
٢٥- مولوی سید کرامت حسین بار ایٹ لاء۔ (الہ آباد)
٢٦- سید عبدالرؤف بار ایٹ لاء۔ (الہ آباد)
٢٧- منشی عبدالسلام خان ریٹائرڈ سب جج (رامپور)

۲۸۔ خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں زمیندار سیکرٹری زمیندار ایسوسی ایشن یو۔ پی۔ جوائنٹ سیکرٹری ایم۔ اے۔ او کالج ٹرسٹیز علی گڑھ۔

۲۹۔ حاجی محمد اسماعیل خاں زمیندار علی گڑھ

۳۰۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں بار ایٹ لاء علی گڑھ۔

۳۱۔ مولوی مشتاق حسین رئیس امروہہ

۳۲۔ مولوی حبیب الرحمٰن خاں زمیندار بھیکن پور (یو۔ پی)

۳۳۔ نواب سید سردار علی خاں ولد نواب سردار دلیر الملک بہادر سی۔ آئی۔ ای حیدرآباد دکن)

۳۴۔ مولوی سید مہدی علی خاں (محسن الملک) آنریری سیکرٹری ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ۔ اٹاوہ (یو۔ پی)

مندرجہ حضرات وفد میں شمولیت کے خواہاں تھے مگر بوجہ بیماری یا دیگر وجوہ کی بناء پر شملہ وفد میں شرکت نہ کر سکے۔

۱۔ آنریبل نواب خواجہ سلیم اللہ نواب آف ڈھاکہ

۲۔ آنریبل نواب فتح علی خاں قزلباش لاہور

۳۔ آنریبل سید [illegible] امرتسر

۴۔ خان بہادر قاسم میر غیاث الدین پیرزادہ آف بڑودہ

۵۔ خان بہادر راجہ جہاں داد آف ہزارہ

۶۔ شیخ شاہد حسین آف لکھنؤ۔

• [illegible] پاکستان موومنٹ [illegible] مطبوعہ کراچی بار دوم [illegible] ۱۹۶۰ء